July 2005

ماہنامہ
علم و عمل
لاہور
21
جامعہ عبداللہ بن عمر لاہور کا ترجمان
حدیث
وہ بندہ میرا پورا غلام ہے جو مرتے دم تک مجھے یاد رکھتا ہے
(ترمذی)
جمادی الثانیہ ۱۴۲۶ھ
جلد نمبر 2
شمارہ نمبر 9
جولائی 2005ء
فہم قرآن 2
علم حدیث 4
دنیا کی حقیقت 6
معاشرے سے متعلق اہم فریضہ 8
نماز کے کمالات 11
اللہ کے خوف سے رونا 14
شان تربیت 15
پاکستان کا سب سے بڑا مسئلہ 16
بے نمازی کی سزا 19
ملفوظ حضرت تھانوی رحمہ اللہ 20
وفات کے بعد کی رسمیں 23
بدنظری کا عبرتناک انجام 24
سود کے نقصانات 25
گناہ گار سے نفرت نہ کیجئے 26
خواتین کا علم و عمل 29
بچوں کا علم و عمل 31
حدیث
ذکر الٰہی سے زیادہ انسان کیلئے کوئی عمل عذاب الٰہی سے نجات دہندہ نہیں
زیر سرپرستی
مصلح الامت حضرت مولانا
صوفی محمد سرور صاحب دامت برکاتہم
شیخ الحدیث جامعہ اشرفیہ لاہور

فہرست مضامین

رکاوٹ

شکوہ کس چیز کا ... حسد کیوں ... ؟

بالآخر نقصان کس کا

از مدیر

بسم اللہ الرحمن الرحیم. نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم وعلیٰ آلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین . اما بعد

کسی کی ذات یا کسی بات پر ہمیں شکوہ کرنے کی بجائے اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی نعمتیں اور سہولتیں یاد رکھنی چاہئیں۔ آجکل اکثر زبانوں پر شکوہ ہے جو دل کی بیماری "حسد" کی ترجمانی کرتا ہے۔ آجکل ہمارا طرز زندگی یہ بن چکا ہے کہ ہر چیز (نعمت) کو اپنا حق سمجھ بیٹھے ہیں کہ جو نعمت پاس ہے (وہ کیوں نہ ہوتی) یہ تو ہمارا حق ہے۔ جو پاس نہیں اس کو کسی نہ کسی طرح حاصل کر کے دم لینا چاہتے ہیں۔ یہ طرز زندگی ہمارے لئے بہت نقصان دہ ہے۔

آیئے ہم غور کریں اور اپنے پرانے نظریہ کو بدلنے کی کوشش کریں جس کا طریقہ یہ ہے کہ حق تعالیٰ جل شانہ نے ہمیں جو نعمتیں و سہولتیں دی ہیں، ہم انہیں یاد کر کے خوش ہوں، شکر ادا کریں اور اپنے مولیٰ کی تعریف کریں، حمد و ثنا کریں اور جو کام انہوں نے کرنے کو بتائے ہیں انہیں بجا لائیں جن باتوں یا کاموں سے روکا ہے بخوشی ان سے باز رہیں مثلاً چند نعمتیں و سہولتیں جو ہر مسلمان کو ملی ہیں: (۱) ایمان کی دولت۔ اتنی بڑی نعمت ہے کہ (97) ستانوے کھرب بلین ڈالر دے کر بھی کہیں سے نہ ملے گی جو حق تعالیٰ کی مہربانی سے ہمیں مفت ملی ہوئی ہے اور یہ اتنی بڑی سہولت ہے کہ جنت میں ایماندار شخص کو موجودہ دنیا کا سینکڑوں گنا اضافہ کر کے رقبہ، محلات، باغات، نہریں اور ریموٹ کنٹرول سسٹم کا مالک اور بادشاہ بنا دیا جائے گا۔ (۲) جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے امتی ہونے کا شرف اربوں، کھربوں ڈالروں سے سو فیصد بہتر نعمت ہے۔ (۳) قرآن پاک کی سہولت کامیاب زندگی بنانے کیلئے بہترین نسخۂ اکسیر ہے۔ پھر جسمانی نعمتوں اور سہولتوں کو ملاحظہ فرمائیں کہ آنکھ، کان، زبان، گردے، پھیپھڑے، مثانہ جیسی کروڑوں روپے کی سہولتیں ہمیں مہیا کی ہیں۔ بیماروں سے پوچھیں کہ انکو ان کی کتنی قدر ہے پھر دل ایسی نعمت ہے کہ (40) ارب ڈالر سے بھی کہیں سے نہ ملے گا۔ پھر بغیر ارادہ سانس کا آتے رہنا وغیرہ بے شمار نعمتیں مفت میں ملی ہوئی ہیں۔ ان کا شکر ادا کریں گے تو یہ سلامت بھی رہیں گی اور نعمتوں میں اضافہ بھی ہوتا چلا جائے گا۔ شکوہ شکایت، حسد اور بدزبانی سے ہمیں نقصان کے سوا کچھ نہ ملے گا۔ حسد "دوسرے کو نعمت میں دیکھ کر یہ چاہنا کہ یہ اس کو کیوں ملی ہے مجھے ملنی چاہئے" یہ درحقیقت حق تعالیٰ کی تقسیم پر اعتراض سا بنتا ہے۔ پھر حسد سے دنیا کا بھی نقصان ہے کہ بندہ کڑھتا رہتا ہے اور دین کا بھی نقصان ہے کہ روایات کے مطابق حاسد کی نیکیاں ختم ہوتی رہتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں نعمتوں کا قدر دان بنائیں اور ہر قسم کے شکوہ اور حسد سے محفوظ فرمائیں۔ آمین ثم آمین۔ وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد وعلیٰ آلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین

أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيمِ ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ ○

الَّذِيْنَ	يَنْقُضُوْنَ	عَهْدَ اللّٰهِ	مِنْۢ بَعْدِ مِيْثَاقِهٖ	وَيَقْطَعُوْنَ	مَآ
نافرمان وہ ہیں جو	توڑتے ہیں	اللہ تعالیٰ کے وعدے کو	اس کے مضبوط کرنے کے بعد	اور توڑتے ہیں	اس چیز کو

اَمَرَ اللّٰهُ	بِهٖٓ	اَنْ يُّوْصَلَ	وَيُفْسِدُوْنَ	فِي الْاَرْضِ	اُولٰٓئِكَ	هُمُ الْخٰسِرُوْنَ
اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے	جس کے متعلق	یہ کہ اس کو جوڑا جائے	اور فساد مچاتے ہیں	زمین میں	وہ لوگ	وہی نقصان اٹھانے والے ہیں

تشریح وتفسیر فاسق کون لوگ ہیں ان کی تعریف کی: وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کے وعدے کو مضبوط کرنے کے بعد توڑ دیتے ہیں۔۔۔۔

وعدے سے کیا مراد ہے؟ **پہلا قول** مفسرین کرام رحمہم اللہ کا ایک طبقہ کہتا ہے (اس سے مراد وہ وعدہ ہے) جو وعدہ اللہ تعالیٰ نے اَزل اور میثاق والے دن عالم ارواح میں لیا تھا۔ تمام انسانوں کو اللہ تعالیٰ نے چھوٹی چھوٹی چیونٹیوں کی شکل میں اپنے سامنے (جمع) کیا، حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر آخری انسان (تک) جو اللہ تعالیٰ کے علم میں پیدا ہونے والا ہے۔ (انہیں) عقل بھی دی اور شعور بھی دیا اور ان سے پوچھا اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوْا بَلٰى (الاعراف: ۱۷۲) "کیا میں تمہارا رب نہیں؟ سب نے کہا تو ہی ہمارا رب ہے"۔

بعض ملحدوں (بے دین لوگوں) نے یہ اعتراض کیا کہ اگر وعدہ کیا ہوتا تو ہمیں یاد ہوتا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مجھے وعدہ یاد ہے سہل بن عبد اللہ رحمہ اللہ بہت بڑے بزرگوں میں سے ہیں وہ فرماتے ہیں مجھے یاد ہے (اس کے علاوہ) اور کئی لوگ فرماتے ہیں کہ ہمیں یاد ہے۔ اور ہمارے تمہارے حافظے تو یہ ہیں کہ بھائی اگر ہم سے یہ پوچھا جائے کہ: بھائی صاحب! یہ جو پانی یا روٹی کا لفظ آپ بولتے ہیں یہ آپ کو کس نے بتایا تھا؟ تو ہم نہیں بتا سکتے کہ ہمیں باپ نے، بھائی نے، بہن، دادی، نانی وغیرہ نے بتلایا تھا آخر کسی نے بتلایا یا سکھایا (ہے) تو ہم بولتے ہیں۔

تو اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوْا بَلٰى اس دنیا میں آکر جو اس وعدہ کو توڑتے ہیں وہ اس سے مراد ہیں۔

دوسرا قول دوسرے حضرات فرماتے ہیں جب بندہ کلمہ پڑھتا ہے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ یہ اللہ سے وعدہ کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات کے بغیر اور کسی کو معبود نہیں مانے گا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں اُن کے نقش قدم پر چلے گا۔ تو اب دیکھو کتنے چلنے والے ہیں اور کتنے وعدہ توڑنے والے ہیں۔ عیاں را چہ بیان کھلی چیز کیلئے دلیل کی کوئی ضرورت نہیں

تیسرا قول پھر جب ہم ایمان مُجْمَلْ اور ایمان مُفَصَّلْ پڑھتے ہیں تو اس میں ہم کہتے ہیں وَقَبِلْتُ جَمِيْعَ اَحْكَامِهٖ "میں نے رب کے سارے حکم مانے" (یہ کہہ کر وعدہ کیا) پھر اپنے گریبان میں منہ ڈال

کر دیکھو تم نے ان سارے احکام میں سے کتنے حکم مانے

فاسقین کی پہلی صفت بیان فرمائی: ازل والے دن اللہ تعالیٰ سے جو وعدہ کیا تھا اس کو توڑتے ہیں کلمہ پڑھ کر جو وعدہ کیا اس کو توڑتے ہیں، فَبِلُتْ جَمِيعَ اَحْكَامِهِ کہہ کر جو وعدہ کیا اُس کو توڑتے ہیں

فاسقین کی دوسری صفت بیان فرمائی: اللہ تعالیٰ نے جس چیز کو جوڑنے کا حکم دیا ہے یہ لوگ اس چیز کو توڑتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ میرے ساتھ اپنا ربط اور تعلق رکھو یہ نہیں رکھتے۔ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے میرے پیغمبروں کے ساتھ اپنا تعلق جوڑو یہ نہیں جوڑتے۔ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے میری کتابوں کے ساتھ، قرآن کے ساتھ تعلق جوڑو یہ توڑتے ہیں، اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ اپنے رشتہ داروں کیساتھ صلہ رحمی کے ساتھ پیش آؤ ان کے ساتھ تعلق جوڑو یہ توڑتے ہیں۔ نہ اللہ کے ساتھ، نہ اللہ کی کتابوں کے ساتھ، نہ اللہ کے پیغمبروں کے ساتھ اور نہ ہی جائز طریقے سے اپنی برادری کے ساتھ تعلق جوڑا۔

فاسقین کی تیسری صفت بیان فرمائی کہ: زمین میں فساد مچاتے ہیں۔ جھوٹ بولنا، وعدہ خلافی کرنا، چوری، ڈاکہ، قتل، زنا، جوا کھیلنا، کم ناپ تول کرنا سب فساد ہیں۔ (الغرض) جو بھی کام خلاف شرع ہیں سب کے سب فساد کے زمرے میں آتے ہیں۔

آج آپ کوئی خالص چیز لینے جائیں گے تو نہیں ملے گی، نہ مرچیں، نہ نمک، نہ ہلدی، نہ دودھ، نہ گھی وغیرہ۔ دنیا میں فساد ہی فساد پھیلا ہوا ہے۔

اب اس کا نتیجہ کیا ہوگا۔ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ یہی لوگ ہیں جو خسارہ اٹھائیں گے۔

ختم بخاری شریف کے موقع پر حضرت شیخ الاسلام مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہ سے طلبہ نے درخواست کی کہ آپ اس "الوداعی موقع" پر کوئی نصیحت ارشاد فرمائیں۔ حضرت تفسیر وحدیث اور فقہ کی بہت سی کتابیں مطالعہ کے لئے بتلائیں پھر بڑی تاکید اور بڑے پرزور انداز میں فرمایا کہ "اصلاح نفس اور اصلاح ظاہر و باطن کے لئے سب سے بہتر حکیم الامت حضرت تھانوی رحمہ اللہ کے خطبات و ملفوظات ہیں"۔ مزید فرمایا: میں نے گھاٹ گھاٹ کا پانی پیا ہے اور ملک ملک پھرا ہوں، ہر ملک اور ہر طبقہ کی اردو، عربی، فارسی اور انگلش کی کتابیں میں نے پڑھی ہیں، اصلاح نفس اور اصلاح ظاہر و باطن سے متعلق حضرت تھانوی رحمہ اللہ کے مواعظ سے بڑھ کر میں نے کوئی کتاب نہیں دیکھی۔ اپنی حد سے زیادہ مصروفیات کے باوجود میں ہر روز سونے سے پہلے ان کا تقریباً پانچ منٹ ضرور مطالعہ کرتا ہوں۔ بعض اوقات دل ان میں ایسا لگتا ہے کہ یہ مختصر سا دورانیہ آدھے گھنٹے تک بھی چلا جاتا ہے، حضرت کا کوئی نہ کوئی وعظ ہمیشہ میرے سرہانے رکھا رہتا ہے، مجھے سمجھ نہیں آتا کہ میں ان کی افادیت تمہارے دل و دماغ میں کس طرح اتاروں؟ بس میں آپ سے دست بستہ درخواست کرتا ہوں کہ آپ میں سے ہر طالب علم حضرت کے مواعظ (خطبات) کو اپنے روزانہ کے معمولات میں شامل کرلے ممکن ہے کہ ابتدا میں آپ کا دل ان میں نہ لگے لیکن آپ جوں جوں آگے بڑھتے جائیں گے ان شاءاللہ دل ان میں کھنچتا چلا جائے گا اور ایک ہی مجلس میں آپ انہیں ختم کرنا چاہیں گے۔

﴿از مولانا محمد عمر فاروق صاحب﴾

یہودی عیسائی اسلام کا سچا ہونا جانتے ہیں

حضرت مولانا صوفی
محمد سرور صاحب مدظلہم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم.

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم اما بعد.

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے روم کے عیسائی بادشاہ ھِرَقل کے نام خط لکھوا کر حضرت دِحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ بھیجا کہ میں تمہیں اسلام کی دعوت دیتا ہوں تم اسلام قبول کرلو دنیا اور آخرت کے عذاب سے بچ جاؤ گے اور اہل کتاب ہونے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ دوہرا ثواب دیگے اور اگر تم ایمان نہ لاؤ گے تو تمہیں دیکھ کر تمہارے ماتحت جو مجوسی آتش پرست کسان ہیں وہ بھی ایمان نہ لائیں گے ان کے ایمان نہ لانے کا گناہ بھی تمہیں ہوگا ساتھ ایک آیت بھی لکھوائی جس کا حاصل یہ ہے کہ تم بھی توحید کا دعویٰ کرتے ہو ہم بھی توحید والے ہیں اسلئے تمہیں اسلام قبول کرلینا چاہئے۔ یہ خط ہرقل کو بیت المقدس والے شہر ایلیاء میں ملا وہ اپنے شہر حمص سے ایلیاء پیدل آیا ہوا تھا کیونکہ اس کو ایران کے مجوسیوں پر فتح ہوئی تھی اس کا شکر ادا کرنے کیلئے وہ پیدل یہاں آیا تھا۔ انہی دنوں میں حضرت ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسلام لانے سے پہلے چند مشرکین قریش کے ساتھ تجارت کیلئے ایلیاء آئے ہوئے تھے۔ ہرقل نے کہا عرب کا کوئی آدمی ہو تو اس کو بلاؤ تا کہ ہم اس خط بھیجنے والے صاحب کے حالات معلوم کریں۔ چنانچہ حضرت ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اور ان کے مشرک ساتھیوں کو لایا گیا اُن سے چند سوالات کئے انہوں نے جواب دیئے۔ جواب سن کر ہرقل نے کہا کہ ان صاحب کا نسب اعلیٰ ہے۔ انبیاء علیہم السلام اعلیٰ نسب کے ہوتے ہیں تا کہ لوگوں کو پیروی کرنے سے عار نہ آئے۔ ان سے پہلے آپ کے علاقے میں کسی نے نبوت کا دعویٰ نہیں کیا کہ شبہ ہو کہ اُس کو دیکھ کر انہوں نے بھی دعویٰ کردیا ہے۔ ان کا باپ دادا بادشاہ بھی نہ تھا کہ شبہ ہو کہ وہی بادشاہت مانگ رہے ہیں اور انہوں نے پہلے کبھی جھوٹ بھی نہیں بولا تو نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیسے کرسکتے ہیں۔ پھر ان کی پیروی کرنے والے زیادہ غریب ہیں انبیاء علیہم السلام کی پیروی کرنے والے ایسے ہی ہوتے ہیں۔ اور پیروی کرنے والے بڑھ رہے ہیں ایمان والے بڑھا ہی کرتے ہیں۔ مرتد نہیں ہوتے ایسے ہی ایمان دل میں آجائے تو نکلا نہیں کرتا۔ یہ صاحب دھوکہ نہیں دیتے یہ بھی نبوت کی علامت ہے اور توحید، نماز، سچ بولنے اور زنا سے بچنے کا حکم کرنا یہ بھی نبوت کی علامت ہے۔ یہ صاحب تو میری اس جگہ کے بھی مالک بن جائیں گے اگر میں ان کے پاس ہوتا تو ان کے پاؤں دھوتا۔ معلوم ہوا کہ ہرقل سمجھ گیا کہ سچے نبی ہیں۔

واخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین وعلیٰ الہ واصحابہ واتباعہ اجمعین.

محمد سرور عفی عنہ

پسندیدہ عمل

حدیث مبارک: اللہ جل شانہ کو اعمال میں سے وہ عمل سب سے زیادہ پسند ہے جس پر ہمیشگی ہو خواہ وہ تھوڑا سا کیوں نہ ہو۔ (بخاری ومسلم)

کفر کی تعریف اور اقسام

کفر کی تعریف امام رازی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: کفر کے معنی یہ ہیں کہ رسول اور پیغمبر کی اس چیز میں تصدیق نہ کرنا جس کا دین سے ہونا واضح طور پر معلوم ہو چکا ہے۔ (تفسیر ابن کثیر ۱/۱۵۹)

کفر کی اقسام علماء نے کفر کی پانچ اقسام بیان کی ہیں

(۱) **کفر تکذیب**: یعنی انبیاء ورسل کو جھٹلانا۔

جیسا حق تعالیٰ شانہ نے فرمایا وَقَالَ الْكٰفِرُوْنَ هٰذَا سٰحِرٌ كَذَّابٌ ۝ (ص:۴) "کافروں نے کہا یہ ساحر (جادوگر) اور جھوٹا ہے۔"

اِنْ كُلٌّ اِلَّا كَذَّبَ الرُّسُلَ فَحَقَّ عِقَابِ ۝ (ص:۱۴) "ان قوموں میں سے ہر ایک نے پیغمبر کو جھٹلایا پس میرا عذاب ان پر ثابت ہو گیا"۔

(۲) **کفر استکبار**: تکبر کی وجہ سے اللہ اور اس کے رسول کے حکم کو نہ ماننا اور اس کے حکم کے قبول کرنے سے انکار کر دینا۔

جیسا حق تعالیٰ شانہ کا ارشاد ہے اَبٰى وَاسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ ۝ (البقرۃ:۳۴) "ابلیس نے حکم ماننے سے انکار کر دیا اور تکبر کیا اور وہ کافروں میں سے تھا"۔

(۳) **کفر اعراض**: یعنی پیغمبر کی نہ تصدیق کرے اور نہ تکذیب (جھٹلائے) بلکہ اعراض اور روگردانی کرے۔ جیسا حق تعالیٰ شانہ کا ارشاد ہے۔ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا عَمَّآ اُنْذِرُوْا مُعْرِضُوْنَ ۝ (الاحقاف:۳) "اور کافر جس چیز سے ان کو ڈرایا جاتا ہے اس سے اعراض کرتے ہیں۔"

شاہ عبدالقادر صاحب رحمہ اللہ "معرضون" کا ترجمہ اس طرح فرماتے ہیں کہ "دھیان نہیں کرتے" یعنی نبی کی نصیحت کی طرف توجہ نہیں کرتے۔ اور حق تعالیٰ شانہ کا ارشاد ہے۔ قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْكٰفِرِيْنَ ۝ (آل عمران:۳۲)

"کہہ دیجئے کہ اللہ کی اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اور اگر روگردانی کریں تو کہہ دیجئے کہ اللہ کافروں کو محبوب نہیں رکھتا"۔

اس آیت میں روگردانی کرنے والوں کو کافر بتایا گیا ہے اور اس قسم کی بہت سی آیتیں ہیں۔

(۴) **کفر ارتیاب**: یعنی پیغمبر کے نہ صادق ہونے کا یقین نہ کاذب (جھوٹے) ہونے کا بلکہ شک اور تردد ہے۔ یہ بھی کفر ہے چنانچہ وَقَدْ كَفَرُوْا بِهٖ کی وجہ حق تعالیٰ نے بیان فرمائی اِنَّهُمْ كَانُوْا فِيْ شَكٍّ مُّرِيْبٍ ۝ (سبا:۵۴) "یعنی بے شک وہ تھے شک میں متردد"

(۵) **کفر نفاق**: یعنی زبان سے اقرار اور قلب سے انکار کرے۔ اور وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ الخ (البقرۃ) سے دور تک اسی کفرِ نفاق کا بیان ہے۔

﴿تسہیل وترتیب: محمد طیب عفی عنہ﴾

توبہ

سالکین کی منازل میں سے پہلی منزل اور طالبین کے مقامات میں سے پہلا مقام ہے۔

﴿ازافادات: محدث جلیل شیخ حسن مکی﴾

دنیا کی حقیقت

جناب محمد حسین صاحب طالب علم ایم فل

الحمد للّٰہ رب العالمین . والصلاۃ والسلام علی رسولہ الکریم .وعلیٰ الہ واصحابہ اجمعین .

اما بعد فقد قال اللّٰہ تبارک وتعالیٰ .لَا یَغُرَّنَّکَ تَقَلُّبُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا فِی الْبِلَادِ٥ مَتَاعٌ قَلِیْلٌ ثُمَّ مَاْوٰھُمْ جَھَنَّمُ وَبِئْسَ الْمِھَادُ٥(آل عمران:۱۹۶،۱۹۷)

''آپ کو دھوکہ نہ دے کافروں کا شہروں میں چلنا پھرنا، یہ فائدہ ہے تھوڑا سا، پھر ان کا ٹھکانا دوزخ ہے اور وہ بہت بُرا ٹھکانا ہے۔''

عام طور پر دنیا میں کفار کی شان وشوکت، مال ودولت اور ظاہر عیش وآرام دیکھ کر لوگ ان کی حرص کرنے لگ جاتے ہیں یا دل تنگ ہوتے ہیں اور احساس کمتری کا شکار ہوجاتے ہیں۔ جیسا کہ آج کل کے نام نہاد دانشوروں کا حال ہے۔ تو ان کو اس آیت میں تنبیہ کی جارہی ہے۔

میرے عزیز بھائیو! یہ تمام دنیا اور اس کی نعمتیں اللہ رب العزت کی نظر میں قطعاً بے وقعت اور بے حیثیت ہیں اسی لئے اللہ تعالیٰ دنیا کی نعمتیں کافروں کو پوری فراوانی سے عطا فرماتا ہے اور ان کا کفر وشرک ان نعمتوں کے حصول میں رکاوٹ نہیں بنتا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

لَوْ کَانَتِ الدُّنْیَا تَعْدِلُ عِنْدَ اللّٰہِ جَنَاحَ بَعُوْضَۃٍ مَاسَقٰی کَافِرًا مِّنْھَا شَرْبَۃَ مَاءٍ(ترمذی شریف۲/۵۸)

''اگر اللہ تعالیٰ کی نظر میں دنیا کی حیثیت ایک مچھر کے پر کے برابر بھی ہوتی تو اس میں سے کسی کافر کو ایک گھونٹ پانی بھی نصیب نہ فرماتا۔''

ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ تشریف لیجارہے تھے تو راستہ میں بکری کے ایک مردار بچے پر نظر پڑی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے پوچھا کہ کیا خیال ہے اس بچے کے گھر والوں نے اسے بے حیثیت سمجھ کر یہاں پھینک دیا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس کی تائید فرمائی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اَلدُّنْیَا اَھْوَنُ عَلَی اللّٰہِ مِنْ ھٰذِہٖ عَلٰی اَھْلِھَا۔(ترمذی شریف۲/۵۸)

''اللہ تعالیٰ کے نزدیک دنیا اس بکری کے بچے کے اپنے گھر والوں کی نظر میں ذلیل ہونے سے زیادہ بے حیثیت اور بے وقعت ہے''۔

علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ ۹۱۱ھ تاریخ الخلفاء میں اموی دور کا واقعہ نقل کرتے ہیں کہ اموی خلیفہ ہشام عبدالملک حج کے سلسلہ میں مکہ معظمہ میں موجود ہیں ایک دن کعبہ کے اندر حاضری کا ارادہ کیا۔ وہاں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پوتے حضرت سالم رضی اللہ عنہ کو جلوہ افروز پایا، خلیفہ نے عرض کیا کہ: حضرت! مجھ کو خدمت کا موقع دیا جائے اور کچھ حکم دیا جائے جس کی تعمیل کا شرف حاصل کروں۔ حضرت سالم رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ ''اللہ کے گھر میں اللہ کے سوا اور کسی سے مانگنا شرم کی بات ہے'' جب دونوں حضرات خانہ کعبہ سے باہر نکلے تو خلیفہ نے عرض کیا کہ اب تو کعبہ سے باہر ہیں اب کچھ طلب فرمائیں۔ حضرت سالم رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں آپ سے کیا مانگوں؟ دنیا یا دین؟

ہشام نے کہا کہ دنیا، ارشاد فرمایا کہ ''دنیا تو میں نے اس کے مالک حقیقی سے بھی کبھی طلب نہیں کی پھر آپ سے (جو اس کے مالک نہیں ہیں) کیسے مانگوں؟'' اور

ایک حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

اَلدُّنْیَا مَلْعُوْنَۃٌ ،مَلْعُوْنٌ مَافِیْھَا اِلَّا ذِکْرَ اللّٰہِ وَمَا وَالَاہُ ،وَعَالِمًا اَوْ مُتَعَلِّمًا (ترمذی شریف ۲ ۵۸)

”بے شک دنیا خود بھی قابل لعنت ہے اور اس میں جو چیزیں ہیں وہ بھی قابل لعنت ہیں سوائے اللہ تعالیٰ کے ذکر اور اس کے متعلقہ اعمال کے اور سوائے عالم یا متعلم کے“۔

یعنی دنیا میں رہ کر اگر انسان اللہ سے غافل اور آخرت سے بے پرواہ ہو جائے تو یہ دنیا کی پوری زندگی اور اس کی ساری نعمتیں انسان کو لعنت کے طوق میں مبتلا کرنے والی ہیں۔لہذا دنیا سے بس اتنا ہی تعلق رہنا چاہئے جتنی اس کی ضرورت ہے۔

حضرت لیث بن ابی سلیم کہتے ہیں کہ جب حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی موت کا وقت قریب ہوا تو ان کو شدید گھبراہٹ لاحق ہوگئی اور بہت روئے۔تو ان سے کہا گیا آپ کیوں روتے ہیں تو حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں دنیا کے چھوٹنے پر نہیں رو تا بلکہ موت تو مجھے محبوب ہے بلکہ میں تو اس پر روتا ہوں کہ نہ معلوم اللہ تعالیٰ کی ناراضگی پر جا رہا ہوں یا رضامندی پر۔

اللہ اکبر ایسی حالت صرف ان لوگوں کی ہی ہوتی ہے جو دنیا کی حقیقت سے آشنا ہوں۔آج کے اس جدید دور میں نام نہاد دانشور اور جدید تعلیم یافتہ لوگ کہتے ہیں کہ مغربی اقوام کامیاب ہیں اُن پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے کیونکہ ان کے پاس دنیا کے تمام اسباب ہیں۔لیکن میرے بھائیو! ایسے لوگ حقیقت میں اسلام سے ناآشنا ہیں۔خود بھی گمراہیوں میں ہیں اور سادہ لوگوں کو بھی گمراہ کرنے کا باعث بنتے ہیں۔دعا فرمائیں کہ اللہ رب العزت ہمیں دین کی صحیح سمجھ عطا فرمائے۔(آمین ثم آمین)

ماہ جولائی کے اوقات نماز

صرف اہل لاہور اس کے گردونواح کیلئے

عشاء		مغرب		آخر ظہر حنفی		آخر ظہر اول وقت		زوال		طلوع آفتاب		اختتام سحری		تاریخ
منٹ	گھنٹے	منٹ	گھنٹے	منٹ	گھنٹے	منٹ	گھنٹے	منٹ	گھنٹے	منٹ	گھنٹے	منٹ	گھنٹے	
50	8	11	7	6	5	39	3	6	12	1	5	22	3	1
50	8	11	7	6	5	39	3	7	12	1	5	23	3	2
50	8	11	7	6	5	39	3	7	12	2	5	23	3	3
49	8	11	7	6	5	39	3	7	12	2	5	24	3	4
49	8	11	7	6	5	39	3	7	12	3	5	24	3	5
49	8	11	7	6	5	38	3	7	12	3	5	25	3	6
48	8	11	7	6	5	38	3	7	12	4	5	26	3	7
48	8	11	7	6	5	38	3	7	12	4	5	27	3	8
48	8	11	7	6	5	38	3	7	12	5	5	27	3	9
47	8	10	7	6	5	38	3	7	12	5	5	28	3	10
47	8	10	7	6	5	37	3	7	12	5	5	28	3	11
47	8	10	7	6	5	37	3	7	12	6	5	29	3	12
46	8	10	7	5	5	37	3	7	12	6	5	30	3	13
46	8	9	7	6	5	37	3	7	12	7	5	31	3	14
45	8	9	7	6	5	37	3	7	12	8	5	32	3	15
45	8	9	7	6	5	37	3	8	12	9	5	32	3	16
44	8	9	7	6	5	36	3	8	12	9	5	33	3	17
44	8	8	7	6	5	36	3	9	12	10	5	34	3	18
43	8	8	7	6	5	36	3	9	12	10	5	35	3	19
43	8	8	7	6	5	36	3	9	12	11	5	35	3	20
42	8	7	7	6	5	36	3	9	12	11	5	36	3	21
41	8	6	7	59	4	36	3	9	12	11	5	37	3	22
40	8	6	7	59	4	36	3	9	12	12	5	37	3	23
39	8	5	7	59	4	36	3	9	12	12	5	38	3	24
38	8	5	7	59	4	36	3	9	12	13	5	39	3	25
37	8	4	7	59	4	36	3	9	12	14	5	40	3	26
36	8	3	7	59	4	36	3	9	12	15	5	41	3	27
35	8	2	7	58	4	36	3	9	12	16	5	42	3	28
35	8	2	7	58	4	36	3	9	12	17	5	43	3	29
34	8	1	7	58	4	36	3	9	12	17	5	44	3	30
33	8	1	7	58	4	34	3	9	12	18	5	45	3	31

نوٹ عام طور پر جنتریوں پر میں دوسرے شہروں کا فرق لکھا ہوتا ہے۔اس کے متعلق وضاحت یہ ہے کہ پورے سال کیلئے یہ صحیح نہیں مثلاً لاہور کراچی طلوع وغروب کا 27 منٹ کا فرق لکھا ہوا ہے جبکہ سال کے کسی مہینہ میں 22 منٹ اور کسی میں 35 منٹ سے زائد بھی فرق ہوتا ہے۔

اس لئے جس شہر میں آپ ہوں اسی شہر کی قابل اعتماد جنتری کو مدنظر رکھنا ہی بہتر ہے۔

خواتین توجہ فرمائیں جنتری کے حساب سے وقت شروع ہونے کے 5 منٹ بعد نماز شروع کرنی چاہئے اور ختم ہونے سے بھی 5 منٹ پہلے سلام پھیرنے کی عادت ڈالنی چاہئے۔عین وقت پر نماز خراب بھی ہو سکتی ہے

ہمیں مخلوق (خدا) کے جسمانی اور مالی حقوق ادا کرنے چاہئیں اس لئے کہ یہ واجبات و فرائض میں سے اہم ترین فریضہ ہے۔

اسی وجہ سے غیبت، چغل خوری، ظلم، ایذا رسانی (تکلیف دہی) اور مسلمان بھائی کی تحقیر و تذلیل کرنے سے روکا گیا ہے خصوصاً گالم گلوچ اور عزت و آبرو اچھالنے سے۔ مسلمانوں کے اندرونی معاملات کی چھان بین، تجسس (ٹوہ) اور ان کے ذاتی و داخلی امور پر مطلع ہونے کی کوشش کرنے سے بچنا چاہئے، اس لئے کہ اس میں سب سے کم تر بات یہ ہے کہ اس طرح لایعنی (فضول کام) میں مشغولیت ہوتی ہے اور انسان کے "اچھے مسلمان ہونے کی علامت" یہ ہے کہ وہ لایعنی چیزوں کو چھوڑ دے۔

آپ کو یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ آپ دوسرے کے ذمہ دار اور مکلف نہیں ہیں اور اگر واقعۃً آپ حقیقت جان لیں تو آپ کے پاس اتنا وقت ہی نہیں کہ آپ دوسروں کے معاملات میں دخل اندازی کریں، پھر یہ بھی بعید نہیں کہ جن کے بارے میں آپ نے کلام کیا اور لب کشائی کی ہے ان میں ایسے لوگ بھی ہوں گے جو اللہ جل شانہ کے یہاں آپ سے بہتر ہوں گے۔ حدیث میں آتا ہے کہ "اللہ تعالیٰ تمہاری شکل وصورت اور مال کو نہیں دیکھتے بلکہ تمہارے دلوں (اخلاص) اور اعمال کو دیکھتے ہیں"۔ (رواہ مسلم)

اللہ جل شانہ اپنے محبوب بندوں کے بارے میں بڑے غیرت مند ہیں، اس لئے یہ بھی خطرہ ہے کہ غیرت کی وجہ سے کہیں اللہ تعالیٰ آخرت سے قبل دنیا ہی میں آپ سے انتقام نہ لے لیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے صحیح طریق سے مروی ہے اللہ تعالیٰ کے ذکر کے بغیر کثرت سے کلام نہ کرو کہ تمہارے دل سخت ہو جائیں گے اس لئے کہ سخت دل اللہ جل شانہ سے دور ہوتا ہے لیکن تم لوگ سمجھتے نہیں ہو، لوگوں کے گناہوں کو اس طرح نہ دیکھو گویا تم خدا ہو، اپنے گناہوں کو اس طرح دیکھو گویا تم غلام ہو، لوگوں میں گناہوں میں گرفتار اور تکالیف میں مبتلا اشخاص بھی ہیں اور عافیت والے بھی۔ جو لوگ مبتلا ہیں ان پر رحم کھاؤ اور عافیت پر اللہ جل شانہ کی حمد و ثنا بیان کرو۔ اللہ تعالیٰ ہمیں عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

﴿انتخاب: محمد طیب عفی عنہ﴾

دنیا کی عجیب مثال

حکماء فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے دنیا کی مثال پانی کے ساتھ دی ہے۔ (سورۃ کہف: ۴۵)

جس طرح پانی ہمیشہ ایک حالت میں نہیں رہتا (اس میں تغیر و تبدل ہوتا رہتا ہے) اسی طرح دنیا ہمیشہ ایک حالت پر باقی نہیں رہتی (اس میں بھی تغیر و تبدل ہوتا رہتا ہے آج کسی کے پاس مال و دولت ہے تو کل وہ اس کا محتاج بنا پھرتا ہوگا) اور جس طرح پانی باقی نہیں رہتا بلکہ زمانہ گزرنے کے ساتھ اختتام پذیر ہو جاتا ہے اسی طرح دنیا بھی فنا ہو جاتی ہے، اور جس طرح پانی میں داخل ہونے والا شخص اس پر قادر نہیں ہوتا کہ وہ پانی کی تری سے بچ جائے اسی طرح دنیا میں پڑ جانے والا شخص اس کی آفات اور فتنوں سے محفوظ نہیں ہوتا، اور جس طرح پانی ایک حد تک نفع بخش ہوتا ہے اگر اس حد سے تجاوز کر جائے تو نقصان دہ ہوتا ہے اسی طرح دنیا اگر بقدر کفایت ہو تو نفع بخش ہوتی ہے اگر زیادہ ہو جائے تو پھر وہ نقصان میں مبتلا کر دیتی ہے۔

(تفسیر قرطبی ۱/۲/۳۱۲)

سانحہ عظیم

بزمِ اشرف کا ایک اور چراغ بجھ گیا

مولانا عبدالرحمٰن صاحب
جامعہ عبداللہ بن عمر، لاہور

یعنی حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ کے آخری خلیفہ مجاز محی السنۃ حضرت اقدس شاہ ابرارالحق صاحب ہردوئی بروز منگل بعد از نماز مغرب 17 مئی 2005ء کو ہردوئی انڈیا میں انتقال فرما گئے۔ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون حضرت پاک و ہند کیلئے بڑی عظیم ہستی تھے کیونکہ حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ حکیم الامت حضرت تھانوی کے سب سے کم عمر خلیفہ تھے اور یہ وہ خوش نصیب ہستی تھے جن کو نہایت کم عمری میں حضرت تھانوی رحمہ اللہ کی صحبت نصیب ہوئی اور نہایت کم عمری میں حضرت سے خلافت ملی۔ حضرت تھانوی رحمہ اللہ کے انتقال کے بعد حضرت شاہ صاحب نور اللہ مرقدہ کا حضرت خواجہ عزیز الحسن رحمہ اللہ سے تعلق رہا۔

حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ کی ایک **منفرد خصوصیت** یہ تھی کہ آپکو سنت پر عمل کرنے کا بہت غلبہ رہتا تھا اور سنت کو زندہ کرنا آپ کا محبوب ترین عمل تھا۔ اور پسندیدہ مشغلہ تھا۔ ہر وقت آپ کو اس کی دھن لگی رہتی تھی۔ آپ جہاں بھی تشریف لے جاتے وہاں اپنے مواعظ وملفوظات میں خاص طور پر سنت کے زندہ کرنے، سنت پر عمل کرنے اور سنت کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنانے کی ترغیب ضرور دیتے تھے۔ اور باقاعدہ اہل علم، طلبہ اور عوام کو سنت پر عمل کر کے دکھلاتے تھے۔

حضرت کا بالخصوص جب دینی مدارس ومراکز میں جانا ہوتا تو وہاں کے طلباء، علماء اور انتظامیہ کو خاص اس چیز کی تلقین فرماتے حتیٰ کہ اذان واقامت کی درستگی بھی سنت کے موافق فرماتے اور اگر کسی مؤذن سے بھی اذان خلاف سنت سن لیتے تو حضرت کے چہرے کا رنگ تبدیل ہوجاتا اور ناراضگی کے آثار نمایاں ہوتے یا دیکھنے والا بخوبی یہ بات جان لیتا کہ حضرت اس وقت کسی بات پر ناراض ہیں وہ درحقیقت سنت سے عشق ہوتا تھا۔ تو جماعت سے پہلے ہی اُس سے مخاطب ہوکر اس کو تنبیہ فرماتے دیکھو بھائی اذان اس طرح سے سنت کے موافق ہوتی ہے اور اقامت اس طرح سے سنت کے موافق ہوتی ہے۔ حتیٰ کہ مدارس کے طلباء سے خصوصی مجلس میں اذان واقامت سنتے غرضیکہ ہر نشست میں اور تقریباً ہر وعظ میں سنت کو زندہ کرنے پر زور دیتے تھے۔ اور بقول میرے مخدوم شیخ سیدی ومرشدی حضرت نواب عشرت علی خان قیصر صاحب مدظلہ العالی کہ آخری روز انتقال سے پہلے بھی سنت ہی کا تذکرہ فرماتے رہے اور اس کی اپنے احباب و متعلقین کو تلقین فرماتے رہے۔ علاوہ ازیں

حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ کی ایک **امتیازی خصوصیت** یہ تھی کہ حضرت نہی عن المنکر (برائی سے روکنے) کی تبلیغ عام فرمانے کے بارے میں بھی فرمایا کرتے تھے کہ جس طرح امر بالمعروف (اچھائی کا حکم) عام ہورہا ہے اسی طرح ترک منکر (برائی سے روکنا) بھی عام ہونا چاہئے اور ہمیں اس کی تبلیغ کرنا چاہئے۔ اسی سلسلے میں آپ نے حضرت تھانوی رحمہ اللہ کے مشورے سے "دعوۃ الحق" کے نام سے تنظیم بھی بنائی تھی جس کے تحت اصلاح ظاہر وباطن کے علاوہ دعوۃ وتبلیغ کا کام بھی عام کیا۔ نیز جامعہ عبداللہ بن عمر کے مہتمم اور ماہنامہ "علم وعمل" کے مدیر جناب مولانا محمد عتیق الرحمٰن صاحب کی کتاب "بڑے گناہوں کا تحقیقی جائزہ" (موجودہ نام کبیرہ گناہ ہے) جو کہ کبیرہ گناہوں کے متعلق نہایت اہم کتاب ہے حضرت شاہ صاحب نے نہایت پسند فرمائی اور اس پر اپنے مبارک الفاظ میں تقریظ بھی لکھوائی

بقیہ صفحہ ۴۲ پر

استقامت

مولانا خلیل الرحمٰن صاحب
مدرس جامعہ دارالقرآن، فیصل آباد

شان پیغمبری

ابو عبدالرحمٰن سلمی کا قول ہے کہ میں نے ابو علی سری رحمہ اللہ کو یوں کہتے ہوئے سنا کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت ہوئی تو میں نے پوچھا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! منقول ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے سورۂ ھود نے بوڑھا کر دیا؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سچ پہنچا میں نے یوں ہی کہا تھا۔

ابو علی سری کہتے ہیں کہ میں نے پھر پوچھا رخ انور کو کس چیز نے بوڑھا کر دیا؟ آیا انبیاء کے قصوں اور گذشتہ امتوں کی ہلاکتوں نے؟

اس پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں بلکہ "فَاسْتَقِمْ كَمَا أُمِرْتَ" والی آیت نے (قرطبی ۱۵/۳۷)

عثمان بن ازدی کا قول ہے کہ میں ایک مرتبہ امام المفسرین حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس حاضر ہوا اور عرض کیا کہ مجھے کوئی وصیت فرما دیجئے۔

امام المفسرین رضی اللہ عنہما نے فرمایا "خوف خدا اور استقامت کو لازم پکڑ" ۔ پھر استقامت کا مطلب ان لفظوں میں سمجھایا "اِتَّبِعْ وَلَا تَبْتَدِعْ" یعنی اتباع شریعت کا اہتمام رکھو اور اپنی طرف سے بدعت ایجاد نہ کرو۔ (قرطبی ۱۵/۳۷)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا استقامت یہ ہے کہ اوامر و نواہی پر قائم ہو جائے اور لومڑی کی طرح ادھر ادھر نہ مڑے۔ (مظہری ۶/۹۹)

جب حضرت یوسف علیہ السلام کو ان کے بھائیوں نے طرح طرح سے تنگ کرنے کے بعد قافلہ والوں کے ہاتھوں چند کھوٹے درہموں کے عوض بیچ ڈالا اور قافلے والے ان کو اپنے ساتھ لیکر چلے تو یہ رونے لگے۔ قافلہ والوں کے پوچھنے پر فرمایا کہ میرا جی چاہتا ہے میں اپنے بھائیوں کو آخری سلام کر آؤں۔ چنانچہ قافلہ والوں سے اجازت ملنے پر بھائیوں کے پاس آئے جو قریب ہی اپنی بکریاں چرا رہے تھے اور ان میں ایک ایک کے پاس جا کر اس کے ہاتھوں کو چوما اور اس سے معانقہ کیا پھر ان سے محبت بھرے، رقت آمیز ، دردمندانہ کلمات میں الوداع کہا:

حَفِظَكُمُ اللّٰهُ تَعَالٰى وَاِنْ ضَيَّعْتُمُوْنِىْ اٰوَاكُمُ اللّٰهُ تَعَالٰى وَاِنْ طَرَدْتُمُوْنِىْ رَحِمَكُمُ اللّٰهُ تَعَالٰى وَاِنْ لَّمْ تَرْحَمُوْنِىْ۔

"اللہ تمہاری حفاظت فرمائے اگرچہ تم نے مجھے ضائع کر دیا (حفاظت نہ کی جو تمہارے ذمہ لگائی گئی تھی) اللہ تعالیٰ تمہیں ٹھکانا دے اگرچہ تم نے مجھے پھینک دیا (در بدر کی ٹھوکریں کھانے پر مجبور کر دیا) اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائے اگرچہ تم نے مجھ پر رحم نہ کیا"۔ (روح المعانی ۷/۲۰۶)

شان تواضع حضرت شبلی رحمہ اللہ بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک سبزی فروش صدا لگاتا ہوا نکلا اَلْخِيَارُ الْعَشَرَةُ بِدَانِقٍ جس کے معنی ہے دس ککڑیاں ایک دانق کے عوض۔ لیکن حضرت شبلی رحمہ اللہ نے یہ سن کر ایک چیخ ماری اور رونے لگے اور فرمایا جب دس پسندیدہ آدمیوں کی یہ قیمت ہے تو ہم کس شمار میں ہیں ان کا ذہن منتقل ہوا خیار کے دوسرے معنی کیطرف یعنی نیک لوگ۔ رہ عشق است ہزار بدگمانی۔ (ماخوذ از وعظ "حب العاجلة" بالفظ)

نماز کے کمالات

مولانا محمد نوید خان صاحب
مدرس | جامعہ عبداللہ بن عمرؓ لاہور

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیمo بسم اللہ الرحمٰن الرحیمo

وَاَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکْرِیْ (طٰہٰ:۱۴)

اس آیت مبارکہ میں حق تعالیٰ نے نماز کی بڑی فضیلت اور تاکیدوں کی طرف اشارہ فرمایا۔ مفسرین حضرات نے اس کے بہت سے معانی بیان کئے ہیں کہ اس جملے کا مطلب کیا ہے؟ یہ سب معانی نماز کی فضیلت پر دلالت کرتے ہیں:

(۱) اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکْرِیْ کے ایک معنی یہ کئے گئے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرمارہے ہیں کہ اے نمازی! تو نماز قائم کر جب میں تجھ کو یاد کرادوں یعنی اگر کسی وقت تم سوجاؤ یا بھول جاؤ تو جس وقت میں یاد کرادوں تو اس وقت پڑھ لیا کرو دیر نہ کیا کرو۔ بعضوں کو شبہ ہوسکتا تھا کہ نماز کے اوقات تو مقرر ہیں جب نماز کو وقت پر پڑھ لیا تو پھر تو ٹھیک ہے لیکن جب وقت گزر جائے تو پھر اگر کوئی نہ پڑھے تو کوئی حرج نہیں۔ اس آیت میں اس کی تردید ہے کہ نہیں اگرچہ تم وقت پر بھول گئے تھے اب جب ہم نے یاد کرادیا اب تو پڑھ لو، چھوڑو نہیں۔

(۲) ایک معنی یہ کئے گئے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرمارہے ہیں کہ اے نمازی! تم نماز پڑھو تاکہ تم میرا نماز میں ذکر کرو۔ نماز شروع سے اخیر تک اللہ تعالیٰ کے ذکر سے پُر ہے۔ ذکر بہت اونچی عبادت ہے اس لئے اللہ تعالیٰ شوق دلارہے ہیں کہ نماز پڑھو تاکہ مجھے یاد کرسکو میرے ذکر کی فضیلت حاصل کرسکو۔ حق تعالیٰ کا ارشاد ہے فَاذْکُرُوْنِیْٓ اَذْکُرْکُمْ (البقرہ:۱۵۲) کہ تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا اس سے بڑی فضیلت اور کیا ہوگی کہ اللہ تعالیٰ ہمارا نام لیں ع "ذکر بہتر مجھ سے کہ اس محفل میں ہو"۔ حدیث قدسی میں بھی ہے کہ مَنْ ذَکَرَنِیْ فِیْ نَفْسِہٖ ذَکَرْتُہٗ فِیْ نَفْسِیْ وَمَنْ ذَکَرَنِیْ فِیْ مَلَاٍ ذَکَرْتُہٗ فِیْ مَلَاٍ خَیْرٍ مِّنْ مَّلَاۂٖ (مسلم) کہ جو مجھے تنہائی میں یاد کرتا ہے اللہ تعالیٰ فرمارہے ہیں میں بھی اسے تنہائی میں یاد کرتا ہوں اور جو جماعت میں بیٹھ کر میرا نام لیتا ہے، میرے دین کا شوق دلاتا ہے، میرے دین کے مسائل بیان کرتا ہے، میرے احکام بیان کرتا ہے تو میں اس کا نام لیتا ہوں ایسی جماعت میں جو اس کی جماعت سے بہتر ہے۔ یعنی وہ تو عام آدمیوں میں بیٹھ کر میرا نام لیتا ہے میں فرشتوں اور انبیاء علیہم السلام کی مجلس میں اس کا ذکر کرتا ہوں جو اس کی جماعت سے بہتر ہے۔ اس کی مثال (ابوداؤد کی) حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائی کہ جب بندہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ پڑھتا ہے تو حق تعالیٰ جواب میں اس بندے کا نام لیکر فرماتے ہیں کہ حَمِدَنِیْ عَبْدِیْ کہ دیکھو اس بندے نے میری حمد بیان کی۔ جب بندہ پڑھتا ہے اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ تو جواب میں فرماتے ہیں اَثْنٰی عَلَیَّ عَبْدِیْ کہ میرے فلاں بندے نے میری ثنا کہی۔ جب مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ پڑھتا ہے تو فرماتے ہیں کہ مَجَّدَنِیْ عَبْدِیْ کہ میرے اس بندے نے میری بزرگی اور بڑائی بیان کی۔ جب اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ پڑھتا ہے تو فرماتے ہیں ھٰذَا بَیْنِیْ وَبَیْنَ عَبْدِیْ وَلِعَبْدِیْ مَا سَئَلَ کہ یہ جو بات اس نے کہی ہے کچھ اپنے لئے کہی اور کچھ میرے لئے کہی ہے یعنی اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ اپنے لئے کہا کہ "ہم آپ ہی سے مدد چاہتے ہیں" اور اِیَّاکَ نَعْبُدُ میرے لئے کہا ہے کہ ہم "آپ ہی کی عبادت کرتے ہیں" تو بندہ نے ہم سے امداد مانگی ہے ہم امداد دیں گے، اس کو ملے گا جو اس نے مانگا اور سوال کیا۔ جب بندہ پڑھتا ہے اِھْدِنَا

الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ تو فرماتے ہیں هٰؤُلَآءِ لِعَبْدِيْ وَلِعَبْدِيْ مَاسَئَلَ کہ اب جو کچھ اس نے کہا ہے اپنے لئے کہا ہے اور ہم اس کو جو کچھ اس نے مانگا ہے دیں گے۔

کتنا بڑا انعام ہے اور کوئی انعام نہ ہوتا ذکر کرنے پر یہ کیا تھوڑا انعام ہے کہ اللہ تعالیٰ بندے کا نام لیتے ہیں سب ذکر کرنے والوں کا نام لیتے ہیں ان کے لئے کیا مشکل ہے۔ اللہ تعالیٰ تو ایک وقت میں لاکھوں اربوں کام کر لیتے ہیں، پوری دنیا میں ذرہ حرکت کرتا ہے تو ان کے حکم سے، ان کے ارادے سے ان کے خلق سے کرتا ہے۔ اس لئے ان کو سب کو جواب دینا کوئی مشکل نہیں ہے۔ ہم ایک وقت میں سب سے بات کر لیتے ہیں، حق تعالیٰ پوری مخلوق کی نگرانی فرمالیں ان کے لئے کیا مشکل ہے۔ ایک مرتبہ میں سکھر سے ریل گاڑی میں آرہا تھا، راستے میں ایک صاحب ہمیں ملے وہ کہنے لگے کہ میرے والد صاحب جب کسی چھوٹے سے کیڑے کو دیکھتے تو بے ہوش ہوجاتے ہیں کہ یہ چھوٹا سا کیڑا اس کے اندر آنکھیں بھی ہیں، دل بھی ہے، معدہ بھی ہے، جگر بھی ہے، دماغ بھی ہے۔ اس سب کا انتظام اللہ تعالیٰ کر رہے ہیں یہ سب باتیں سوچتے سوچتے بے ہوش ہوجائے۔ کیسے ان کی قدرت ہے!.... هُوَ الَّذِيْ خَلَقَ مِنَ الْمَآءِ بَشَرًا (الفرقان: ۵۴) کہ ہم نے پانی سے انسان کو پیدا کیا، حالانکہ پانی پر نقش و نگار باقی نہیں رہتے لیکن یہ حق تعالیٰ کی قدرت و قوت ہے کہ ماں باپ کے نقش و نگار پانی (منی) پر بنادیے، وہ باقی رہتے ہیں جیسے شکل ماں باپ کی ویسے ہی بچے کی۔ فِيْ ظُلُمٰتٍ ثَلٰثٍ (الزمر: ۶) تین اندھیروں کے اندر وہ نقش و نگار بناتے ہیں کتنی بڑی دولت ہے۔ بہرحال جب ایسی قدرت ہے تو وہ سب کا ایک وقت میں جواب بھی دے دیں تو ان کے لئے کیا مشکل ہے۔ جو بھی اللہ تعالیٰ کا نام لیتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کا نام لیتے ہیں حالانکہ ہم اس قابل نہیں کہ اس کا نام لے لیں۔

ہزار بار بشویم دہن زمشک وگلاب
ہنوز نام تو گفتن کمال بے ادبیست

کہ ہم ہزار بار اپنے منہ کو مشک اور گلاب سے دھوئیں تو پھر بھی یہ گندا منہ، پیشاب کے قطرے سے بنا ہوا منہ اس قابل نہیں کہ اللہ تعالیٰ کا نام لے سکیں۔ یہ ان کا فضل ہے کہ اپنا نام لینے کی اجازت دے دی اگر وہ فیس بھی مقرر کردیتے کہ ہزار روپے پہلے مسجد میں داخل کرو پھر ایک مرتبہ سبحان اللہ کہنے کی اجازت ملے گی تو پھر بھی یہ سستا سودا تھا۔ دونوں جہاں بھی دیکر ایک دفعہ سبحان اللہ کہنے کی اجازت مل جاتی تو یہ بھی سستا سودا تھا۔ کتنا بڑا ان کا انعام ہے کہ ایک دن میں سو دفعہ، لاکھ دفعہ سبحان اللہ پڑھ لو اجازت ہے، کوئی فیس نہیں۔ تو فرمایا کہ نماز قائم کرتا کہ تو مجھے نماز میں یاد کر سکے۔

(۳) ایک معنی یہ کئے گئے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرمارہے ہیں کہ اے نمازی! تو نماز قائم کرتا کہ میں تیرا ذکر مدح کے ساتھ کروں یعنی تم نماز قائم کروگے تو میں تیری تعریف کروں گا۔

(۴) ایک معنی یہ کئے گئے کہ اے نمازی! اگر تو کسی وقت نماز بھول جائے، کسی کام لگا ہوا تھا تو بھولنے کے بعد اگر یاد آجائے تو نماز پڑھ لیا کر۔ جب یاد کرلے تو پھر دیر نہ کیا کر۔

(۵) ایک معنی یہ ہیں کہ اے نمازی! تو نماز قائم کر اس لئے کہ میں نے تجھ کو یاد کر رکھا ہے انعامات میں۔ دن رات میں نے تجھ پر انعامات کیے ہیں، کیا تیرا حق نہیں بنتا کہ تو بھی میرا ذکر کرے، ؟ اب تیرے ذمے ہے کہ تو بھی میرا ذکر کر، ذکر کر اور نماز پڑھ۔

(۶) ایک معنی یہ ہیں کہ نماز قائم کرتا کہ تو میرا ذکر بطور

شکر کے کرسکے کہ میں نے تجھے ذکر کی توفیق دی ہے۔ تو نماز پڑھتا کہ تو ذکر برائے شکر کرسکے۔

(۷) ایک معنی یہ ہیں کہ نماز قائم کرتا کہ میری طرف توجہ سے ذکر کرسکے۔ گویا یہاں خشوع، یکسوئی اور توجہ کی تعلیم دی جارہی ہے۔

(۸) ایک معنی یہ ہیں کہ میں نے بار بار حکم دیا ہے اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ (البقرہ ۴۳) تو تم اس نیت سے نماز پڑھو تا کہ تم میرے امر صلٰوۃ (نماز کے حکم) کو یاد کرنے والوں میں داخل ہوجاؤ۔

(۹) ایک معنی یہ ہیں کہ نماز قائم کرتا کہ میرے اوامر کو یاد کرنے والوں میں داخل ہوجاؤ۔ یعنی میں نے جو قرآن وحدیث میں حکم دیے ہیں ان کے یاد کرنے والوں میں تم بھی داخل ہوجاؤ، جب نماز پڑھے گا تو گناہوں کو چھوڑ دے گا کیونکہ نماز برے کاموں اور گناہوں سے روکتی ہے۔ جب گناہ چھوڑے گا تو میرے احکام کو یاد کرنے والا ہوگا۔

(۱۰) ایک معنی یہ کہ نماز قائم کر میرے ذکر کے لئے کیونکہ ذکر عین صلٰوۃ ہے، نماز اور ذکر ایک ہی چیز ہیں۔ شروع میں جو معنی بیان کئے گئے تھے اس میں یہ تھا کہ نماز میں میرا ذکر کر، اب یہ ہے کہ نماز عین ذکر ہے۔ جب تو نماز پڑھے گا تو میرا ذاکر (یاد کرنے والا) بن جائے گا۔

(۱۱) ایک معنی یہ کہ اے نمازی! ہم نے اپنے ذکر کے اوقات مقرر کر رکھے ہیں، جیسے بادشاہوں کے ملنے کے اوقات مقرر ہوتے ہیں، تو جو اوقات ہم نے مقرر کئے ہیں ان اوقات کا لحاظ کرکے ہمارا ذکر کیا کرو۔

(۱۲) ایک معنی یہ کئے گئے کہ نماز پڑھا کرو کیونکہ میں نے اپنی کتاب میں جابجا ذکر کیا ہے کہ نماز پڑھا کرو، اس لئے اس پر عمل کرو۔

(۱۳) ایک معنی یہ ہیں کہ اس میں اخلاص کی تلقین ہے کہ مجھے یاد کرنے کے لئے نماز پڑھو۔ نماز سے مقصود میری یاد ہو کسی اور کو دکھانا، کسی سے انعام لینا، نام لینا، شہرت کی نیت کرنا یہ سب چھوڑو۔ پورے اخلاص سے نماز پڑھو۔

بہر حال ان سب معنی میں نماز کی تاکید ہے اور نماز کے کمالات کی طرف اشارہ ہے۔ اس لئے ایک ایک وقت کی بھی نماز چھوڑنے کی اجازت نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دیں۔ آمین

پیارے آقا کی حالت اور ہماری کیفیت

ام المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ حضور کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا بستر مبارک کیسا تھا؟ فرمایا: کہ ایک ٹاٹ تھا جس کو دوہرا کرکے حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے نیچے بچھا دیا کرتے تھے۔ ایک رات میں نے اس خیال سے کہ زمین کی کنکریاں جسم مبارک میں چبھتی ہوں گی اس ٹاٹ کو چوہرا کردیا صبح اٹھ کر فرمایا کہ رات کون سا بستر بچھا دیا تھا؟ عرض کیا: حضرت وہی ٹاٹ تھا صرف اسے چوہرا کردیا تھا۔ فرمایا: رات اس کی نرمی کی وجہ سے (نفس کو ایسا آرام آیا اور نیند ایسے مزے کی آئی کہ) صبح اٹھنے کو دل نہیں چاہتا تھا آئندہ دوہرا ہی بچھایا کرو۔

اللہ اللہ! یہ خدا کے لاڈلے نازنین (پیارے) محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی کیفیت ہے۔ ہم اپنی حالتوں پر غور کریں، گدے گدائے اور نرم نرم بچھونوں اور سیجوں (بستروں) پر سونے والو! اس آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع و محبت کا جھوٹا دعویٰ نہ کرو۔ وہ آقا راتوں کو قیام کرنے والے اور تم نرم نرم بستروں پر خواب خرگوش میں مست رہنے والے، شب خیزی (بیداری) اور تہجد گزاری تو کجا صبح کی نمازیں بھی قضا کردینے والے، رہ کوئی نسبت بھی ہے جان آنکھوں کو پیارے سے۔ ﴿از افادات حضرت مولانا مطیع الحق پیامی قدس سرہ﴾

اللہ کے خوف سے رونا

محمد عرفان گوندل، درجہ رابعہ جامعہ اشرفیہ، لاہور

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں کہ جو آنکھ آنسوؤں سے بھر آئے اللہ تعالیٰ آگ پر اس کا جلانا حرام کر دیتے ہیں اور اگر وہ (آنسو) اس شخص کے چہرے پر بہہ جائے تو اس چہرہ پر نہ سیاہی چھائے گی نہ ذلت کے آثار پیدا ہوں گے۔ اور ہر نیکی کا ثواب مقرر ہے سوائے آنسو بہانے کے وہ آگ کے سمندروں کو ختم کرتا ہے اگر کسی جماعت کا ایک فرد بھی اللہ تعالیٰ کے خوف سے روتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی بدولت پوری جماعت پر رحمت فرماتے ہیں۔

حضرت کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے خوف سے آنسو بہانا مجھے اپنے وزن کے برابر سونا صدقہ کرنے سے زیادہ پسندیدہ ہے اور جو شخص اللہ تعالیٰ کے خوف سے روتا ہے حتیٰ کہ آنسو زمین پر گرتے ہیں اس کو آگ نہیں چھوئے گی حتیٰ کہ زمین پر برسنے والا قطرہ آسمان کی طرف واپس ہو جائے اور ظاہر ہے کہ ایسا ہو نہیں سکتا لہٰذا اس رونے والے کو بھی کبھی آگ مس نہیں کر سکے گی۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو جس کی آنکھ سے مکھی یا اس کے سر کے برابر آنسو نکل آیا آگ اسے کبھی نہیں چھوئے گی۔

حضرت حسن بصری رحمہ اللہ یہ حدیث نقل کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کو دو قطروں سے بڑھ کر کوئی چیز محبوب نہیں ایک تو رات کی تاریکی میں آنسوؤں کا قطرہ دوسرا اللہ تعالیٰ کی راہ میں خون کا قطرہ۔

زیاد نمیری رحمہ اللہ بعض کتب سے یہ کلام نقل کرتے ہیں کہ جو بندہ بھی میرے خوف سے روتا ہے میں اسے اپنے عذاب سے پناہ دیتا ہوں اور جنت میں اس کے عوض اسے ہنسی عطا کروں گا۔

حضرت عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ ایک رات نماز میں مشغول تھے کہ قراءت میں یہ آیت پڑھی۔

اِذِ الْاَغْلٰلُ فِیْٓ اَعْنَاقِهِمْ وَالسَّلٰسِلُ یُسْحَبُوْنَ فِی الْحَمِیْمِ ثُمَّ فِی النَّارِ یُسْجَرُوْنَ۝ (المومن ۷۱-۷۲)

"جب کہ طوق ان کی گردنوں میں ہوں گے اور زنجیروں میں لے جائیں گے پھر یہ آگ میں جھونک دیئے جائیں گے"۔ بس پھر کیا تھا تمام رات اسی آیت کو بار بار پڑھتے رہے اور روتے رہے حتیٰ کہ صبح ہو گئی۔

روایت میں ہے حضرت داؤد علیہ السلام اس قدر روتے تھے کہ جب پانی پینے لگتے تو آدھے حصے کے بقدر اس میں آنسو ہوتے تھے۔ وما علینا الا البلاغ المبین

خواہشات نفسانی سے بچنے والوں کیلئے دس انعامات

(۱) محبت الٰہیہ کا نصیب ہونا۔ (۲) قرب الٰہی کا ملنا۔
(۳) جنت کی بشارت ملنا۔ (۴) سایہ عرش نصیب ہونا
(۵) بے مثل حلاوت ولذت کا ملنا۔
(۶) سبز موتی کا محل ملنا جسمیں ستر ہزار گھر ہوں گے اور ہر گھر میں ستر ہزار کمرے ہوں گے (منقول من کتب الاخبار)
(۷) دل میں نور کا پیدا ہونا۔
(۸) دوزخ کے حرام ہونے کی بشارت ملنا
(۹) عرش الٰہی کے سامنے بالاخانے کی بشارت ملنا
(۱۰) کرامت کا عطا ہونا۔

قسط ۱۴

شانِ تربیت

بقلم حضرت اقدس مولانا
صوفی محمد سرور
صاحب دامت برکاتہم

حالات و کمالات حضرت مخدوم الملۃ مفتی محمد حسن صاحب رحمۃ اللہ خلیفہ ارشد حضرت تھانوی رحمۃ اللہ

تربیت کے اصولوں میں سے ہے کہ طالب کی تسلی کی جاوے اور پریشانی دور کر کے اطمینان سے عبادت کرنے پر آمادہ کیا جاوے۔ یہ کام حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا بہت نمایاں تھا۔ حضرت مولانا جلیل احمد صاحب علی گڑھی رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے دو تین دن بعد ان کے مکان پر وعظ فرمایا احقر بھی وعظ میں حاضر تھا، عجیب و غریب تسلی کے مضامین ارشاد فرمائے۔ ان مضامین کا خلاصہ یہ ہے۔ اَلَّذِیْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِیْبَةٌ (بقرہ ۱۵۶) میں اِذَا کے لفظ سے معلوم ہوتا ہے کہ مصیبتیں ضرور آنی تھیں اور جو آ کر ہی رہتی تھیں، ٹلنے کی صورت ہی نہ تھی، اس پر زیادہ پریشانی نہ ہونی چاہیے اور پھر جمع کے الفاظ ہیں کہ مصیبت تو سب پر آئی ہے۔ "مرگ انبوہ جشن دارد"۔ اِنَّا لِلّٰهِ میں عقلی غم کا ازالہ ہے کہ ہم اللہ کی ملک میں ہیں، چاہے دنیا میں رکھیں چاہے آخرت میں اور اِنَّآ اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ میں طبعی غم کا ازالہ فرمایا کہ جلدی ہی ہم بھی مرنے والوں سے جا ملیں گے اور رٰجِعُوْنَ میں اشارہ ہے کہ وطن اصلی آخرت ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک دیہاتی آدمی نے ان دو شعروں سے تسلی دی۔

اِصْبِرْ نَكُنْ بِكَ صَابِرِیْنَ فَاِنَّمَا
صَبْرُ الرَّعِیَّةِ بَعْدَ صَبْرِ الرَّاْسِ
خَیْرٌ مِّنَ الْعَبَّاسِ اَجْرُكَ بَعْدَهٗ
وَاللّٰهُ خَیْرٌ مِّنْكَ لِلْعَبَّاسِ

کہ وفات پر صبر کرنے سے جو ثواب ملے گا وہ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی بہتر ہے اور حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تم سے بہتر مولائے کریم مل گئے اور ان کے پاس چلے گئے۔

تربیت کے آداب میں سے ہے کہ طالب کو ابتداء اپنی اصلاح کی طرف دوسروں کی اصلاح سے زیادہ متوجہ کیا جائے۔ اس سلسلہ میں حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ یہ حدیث کثرت سے پڑھا کرتے تھے۔

اِذَا رَاَیْتَ شُحًّا مُّطَاعًا وَّ دُنْیَا مُّؤْثَرَةً وَّهَوًی مُّتَّبَعًا وَّ اِعْجَابَ كُلِّ ذِیْ رَاْیٍ بِرَاْیِهٖ فَعَلَیْكَ بِخَاصَّةِ نَفْسِكَ وَدَعْ اَمْرَ الْعَامَّةِ

یعنی فتنہ کے زمانہ میں اپنا ہی فکر کرنا۔

تربیت کے آداب میں سے ہے کہ شیخ استغناء (بے نیازی) سے رہے اس سلسلہ میں حضرت کی شان اس سے واضح ہوتی ہے۔ کہ پانچ سال ملتان خیر المدارس میں گزارنے کے بعد حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا خیر محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے متفقہ مشورہ سے جب احقر کو لاہور جامعہ اشرفیہ میں تکمیل علم کیلئے مستقل قیام کا موقعہ ملا تو بیضاوی شریف احقر پہلے پڑھ چکا تھا۔ مزید سماع کیلئے بیضاوی شریف کے حضرت مولانا محمد ادریس صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے حلقۂ درس میں احقر نے بیٹھنا شروع کیا۔ وہی وقت حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس مبارک کا تھا کچھ دن تو مجلس کا ناغہ کیا پھر غلبہ حُبِّ شیخ کی وجہ سے مجلس چھوڑنے کی تاب نہ رہی تو حضرت سے اجازت چاہی کہ سبق کی جگہ مجلس میں شرکت چاہتا ہوں، بیضاوی شریف پہلے بھی پڑھ چکا ہوں۔ کچھ استفادہ اب حضرت مولانا محمد ادریس صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے بھی کر لیا ہے، استغناء سے فرمایا کہ حضرت مولانا خیر محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے مشورہ کرو، انہوں نے بھی اجازت مرحمت فرما دی تو ارشاد فرمایا استخارہ کرو، استخارہ میں بھی مجلس کو ہی ترجیح ہوئی تو پھر کہیں جا کر اجازت دی عجیب شانِ استغناء تھی۔

پاکستان کا سب سے بڑا مسئلہ

بیان حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی صاحب دامت برکاتہم

میں نے بہت دنیا الحمد للہ دیکھی ہے، پوری دنیا میں پھرا ہوں، آسٹریلیا کے براعظم میں تو نہیں جا سکا باقی سارے براعظموں میں گیا ہوں۔ وہاں براعظم کے مختلف شہروں اور ملکوں میں گیا ہوں اور ملکوں میں مختلف طبقات زندگی کے لوگوں سے ملا ہوں، بازاروں میں بھی گیا ہوں، تفریح گاہوں میں بھی گیا ہوں، عبادت گاہوں میں بھی گیا ہوں، مسلمانوں سے بھی ملا ہوں، کافروں سے بھی ملا ہو۔ ہر طبقے کے لوگوں کو ہم نے دیکھا بھالا ہے، ناپ تول میں کمی کرنے کی یہ بیماری وہاں کہیں نہیں ہے، نہ تجارت میں دھوکہ بازی کرنے کی اور نہ گاہک کو دھوکہ دینے کی۔ وہاں دوکاندار جو بات کہہ دے گاہک کو پورا یقین ہو جاتا ہے کہ بات اس طرح ہے۔ اس کو یقین ہوتا ہے کہ اگر دوکاندار کہہ رہا تھا تو صحیح کہہ رہا تھا وہ جھوٹ نہیں بول سکتا۔ وہاں دودھ کئی قسم کا ہوتا ہے۔ بوتلوں میں دوکانوں پر مل جاتا ہے اور گھروں پر بھی پہنچا دیتے ہیں۔ بعض بوتلوں پر لکھا ہوتا ہے کہ یہ سو فیصد دودھ ہے۔ اس میں سے چکنائی نہیں نکالی گئی۔ آپ دنیا کی کسی لیبارٹری میں چیک کرا لیجئے اس میں سو فیصد دودھ ہوگا۔ ذرّہ برابر اس میں کسی چیز کی آمیزش نہیں ہوگی۔ بعض بوتلوں پر لکھا ہوتا ہے کہ یہ دودھ ہاف اینڈ ہاف ہے۔ کیا مطلب ہے کہ اس کے اندر سے چکنائی آدھی نکالی گئی ہے اور آدھی باقی ہے۔ تو آپ پوری دنیا کی کسی لیبارٹری میں چیک کرا لیجئے کبھی اس کے خلاف نہیں ہوگا۔ اسی طریقے سے اور بھی کئی مرحلے ہوتے ہیں دودھ میں اور جیسا ہوتا ہے اس پر لکھا ہوتا ہے۔ شہد اگر لکھا ہے کہ سو فیصد خالص ہے تو چیک کرا لیجئے کبھی اس کے اندر دھوکہ بازی نہیں ملے گی۔

لیکن ہمارا کیا حال ہے؟ کچھ عرصہ پہلے کی بات ہے میں ریاض میں تھا۔ سعودی عرب میں ہمارے ایک دوست تھے۔ میں نے کہا کہ یہاں آپ کے بازاروں میں پاکستانی مال کم ملتا ہے، ہندوستان کا مال بہت ہوتا ہے۔ یہاں کے تاجر پاکستان کا مال کیوں نہیں منگاتے اور میں نے کہا کہ کپڑا ہمارے پاکستان میں بھی بہت اچھا بنتا ہے۔ جاپان کے برابر کپڑا ہے پھر جاپان کا کیوں منگاتے ہیں۔ آپ لوگ پاکستانی تاجر ہیں۔ پاکستان کا مال منگایا کریں۔ کہنے لگے کہ ہماری تو یہی تمنا بھی تھی لیکن کیا کریں مجبور ہیں۔ انہوں نے ایک واقعہ سنایا کہ ابھی پچھلے دنوں کی بات ہے ہم نے کراچی سے ایک کپڑا منگوایا، بہترین کپڑا کارخانے والوں نے بنایا تھا۔ واقعۃً بہترین کپڑا تھا، ہم نے ڈیلروں کو دکھایا۔ انہوں نے بہت پسند کیا اور وہ سب یہ سمجھے کہ یہ امریکا یا جاپان کا بنا ہوا کپڑا ہے۔ انہوں نے ہمیں آرڈر دے دیئے کہ ہم اتنا اتنا مال لیں گے۔ تو پھر انہوں نے پوچھا کہ یہ بنا ہوا کہاں کا ہے؟ ہم نے کہا کہ پاکستان کا، کہنے لگے پاکستان کا، ہم نے کہا ہاں پاکستان کا بنا ہوا ہے۔ کہا اس پر لکھا ہوگا میڈان پاکستان (MADE IN PAKSTAN)؟ کہا

کہ ہاں لکھا ہوا ہوگا ۔وہ کہنے لگے ہمیں نہیں چاہئے۔کہ بھئی کیوں نہیں چاہئے؟ جب تم کپڑے کو دیکھ چکے ہو چیک کر چکے ہو تم ماہر ہو، تجربہ کار ہو، جانتے ہو کہ سو فیصد کپڑا بالکل ٹھیک ہے۔پھر کیوں نہیں لیتے؟ کہنے لگے کہ ہمیں تو اطمینان ہوگیا، کپڑے کو دیکھ لیا لیکن گاہک جب اس پر لکھا ہوا دیکھے گا کہ یہ میڈ ان پاکستان ہے تو یہ نہیں لے گا۔کیونکہ پاکستان کے بارے میں مشہور ہے کہ پاکستان کے لوگ بے ایمان ہوتے ہیں، جھوٹے ہوتے ہیں دغاباز (دھوکہ باز) ہوتے ہیں۔نمونے کچھ اور دکھاتے ہیں، مال کچھ اور طرح کا بھیجتے ہیں۔ اور یہ بات مجھے ہانگ کانگ میں پاکستانی تاجروں نے بھی بتلائی ہے۔جہاں جاتے ہیں یہ سوال اٹھاتے ہیں کہ بھئی یہ چیز ہمارے پاکستان میں بھی بنتی ہے۔کیوں نہیں منگاتے پاکستان سے؟ وہ ہمیشہ یہ ذکر کرتے ہیں کہ پاکستانی تاجر دھوکہ باز ہوتے ہیں ۔اب ظاہر ہے کہ سب تو دھوکہ باز نہیں ہوتے۔لیکن بدنام کرنے والی بُری بات ہوتی ہے۔ہم بدنام ہوگئے ہیں ان حالات میں آپ بتایئے کہ پاکستان میں جو یہ بے چینیاں ہیں تو کیوں ہیں؟ یہ پاکستان اتنا اچھا ملک ہے۔میں آپ سے عرض کرتا ہوں، جیسا کہ میں نے عرض کیا کہ میں بہت دنیا پھرا ہوں ۔وطن سے تو ہر ایک کو محبت ہوتی ہے مجھے بھی اپنے وطن پاکستان سے بہت محبت ہے اور بہت محبت ہے، کیونکہ ہم نے اور ہمارے بزرگوں نے اس کے لئے قربانیاں دی ہیں لیکن میں محبت کی بنیاد پر نہیں کہہ رہا، میں واقعات کو، حقائق کو دیکھ کر کہہ رہا ہوں کہ دنیا میں جہاں کہیں بھی پھرا ہوں، یورپ میں، امریکہ میں، کینیڈا میں، ویسٹ انڈیز میں افریقہ میں اور ایشیاء کے مشرق سے لیکر مغرب تک کے ممالک میں، حرمین شریفین کا معاملہ الگ ہے۔باقی دنیا کا کوئی ملک مجھے پاکستان سے بہتر نہیں ملا۔اتنا بہترین ملک اللہ تعالیٰ نے ہمیں دیا ہے کہ اتنی نعمتیں بیک وقت کسی ملک میں جمع نہیں ہیں جتنی نعمتیں اللہ تعالیٰ نے پاکستان میں جمع کر رکھی ہیں۔قدرتی وسائل کے اعتبار سے، یہاں کی پیداوار کے اعتبار سے، یہاں کے موسم کے اعتبار سے، یہاں کے محل وقوع کے اعتبار سے اگر میں اس موضوع پر بات کروں تو ایک گھنٹہ لگ جائے گا اور مجھ سے ان شاء اللہ اتفاق کریں گے وہ لوگ جو دنیا میں پھر چکے ہیں کہ پاکستان جیسا ملک نہ آپ کو امریکہ ملے گا نہ کینیڈا ملے گا نہ یورپ ملے گا نہ ایشیا میں کوئی اور ملک ملے گا۔لیکن یہ ملک بے چینیوں کا گہوارہ بنا ہوا ہے۔بھاگ دوڑ لگی ہوئی ہے، بھگدڑ مچی ہوئی ہے۔ہر ایک اس فکر میں ہے کہ مجھے ویزا ملے اور میں کسی اور ملک میں بھاگوں۔ (جاری ہے)

ایمان کی تین علامتیں

(۱) سخت سرد رات میں آدمی کو (حاجتِ غسل) ہو جائے وہ اٹھ کر غسل کرے اور اس کو اللہ کے سوا کوئی نہ دیکھتا ہو۔

(۲) سخت گرمی کے دن روزہ رکھنا۔

(۳) چٹیل میدان میں آدمی کا نماز پڑھنا جہاں اس کو اللہ کے سوا کوئی اور نہ دیکھتا ہو۔

﴿منقول عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ﴾

(شعب الایمان للبیهقی ۷۶/۱)

احسن المکاتیب

قسط (۱۴)

حال: عرض ہے کہ زہد کی حقیقت پڑھنے سے معلوم ہوا کہ اصل بنیاد زہد کی اس بات پر ہے کہ آخرت کے مقابلہ میں دنیا کے مال کی طرف میلان نہ کرے اور بقدر ضرورت پر قناعت کرے۔ نظر جلی سے (یعنی بظاہر) تو یہ معنی اپنے میں موجود معلوم ہوتے ہیں مگر نظر دقیق (گہری نظر) سے جب "قدر ضرورت" کے معنی پر غور کیا تو معلوم ہوا کہ جو ضرورت احقر کے ذہن میں ہے اصل ضرورت تو اس سے بہت کم ہے کیونکہ اصل ضرورت میں تقلیل لذائذ اعدام لذائذ (لذت اتنی کم ہوجائے کہ گویا ہے ہی نہ) ہوتا ہے۔ اور احقر بہت سی لذائذ کا عادی ہے کہ جن کو چھوڑنے کیلئے کافی مجاہدہ کی ضرورت ہے۔ احقر کس حد تک ترک لذائذ کرے؟

(۲) احقر کیلئے دارین میں عافیت وکامرانی کی دعا فرماویں۔

ارشاد: یہ بھی معلوم ہوگا کہ استعمال لذائذ حق تعالیٰ کی محبت کیا حدوث یا ترقی ہو بس تقلیل لذائذ کرے اور مقدار ذوقی امر ہے اور کاوش کرے اور اپنے آپ کو قصوروار سمجھتا رہے۔

حال: احقر کا جی چاہتا ہے کہ حضرت رحمہ اللہ کے مواعظ میں سے مضمون اخذ کر کے موقعہ بموقعہ تقریر کی شکل میں ان کو بیان کیا جاوے اس میں مندرجہ ذیل فوائد معلوم ہوتے ہیں:

(اول) تبلیغ دین برائے رضائے مولیٰ۔

(دوم) علوم عالیہ کا ذہن نشین ہوجانا۔

(سوم) بار بار ترغیب وترہیب کے استحضار سے عمل کرنے کی توفیق کی امید۔

اور مندرجہ ذیل نقصانات کا اندیشہ ہے:

(اول) تقریر کے تصور سے ہی احقر کو اپنے نفس میں بہت خوشی اور حظ محسوس ہوتا ہے اور اس کی وجہ یہی معلوم ہوتی ہے کہ تقریر کرنے میں صورت ترفع اور تعلی کی ہوتی ہے نیز وعظ کے آثار لازمہ میں سے ہے شہرت اور تعلی۔ اور شہرت نفس کو مرغوب ہے اسلئے نفس کو وعظ سے بہت حظ ہوتا ہے اور یہ حظ اگرچہ غیر اختیاری ہے لیکن احقر چونکہ اس راہ میں مبتدی ہے اس لئے ڈر ہے کہ یہ ذریعہ تکبر یا عجب کا نہ بن جائے۔

ارشاد: پھر تلاوت، ذکر ونماز میں بھی یہ وسوسہ موجود ہے۔

حال: وعظ میں چونکہ ایسے مضامین ہوتے ہیں جس میں سامعین کی اصلاح ہو اور نیت بھی یہ ہوتی ہے کہ سامعین کے دین کا فائدہ ہوجاوے اس لئے احقر کو خوف ہے کہ مبتدی ہونے کی وجہ سے دوسروں کی اصلاح کی طرف اتنی توجہ نہ ہوجاوے کہ اپنی اصلاح سے غفلت ہوجاوے۔

ارشاد: ان شاء اللہ اپنی اصلاح بھی اس سے ہوگی

حال: حضرت والا سے درخواست ہے کہ احقر کیلئے تقریر کرنے اور نہ کرنے میں جو مناسب ہو وہ تجویز فرماویں

ارشاد: تقریر کرنی مفید ہے عوارض مذکورہ کا تدارک نگرانی نفس اور توبہ ہے۔

حال: تقریر جلدی شروع کرنے کا قوی مقتضی یہ بھی ہے کہ اپنے اکابر واساتذہ کے سامنے اور ان کی سرپرستی میں کچھ تقریریں ہوجاویں تاکہ اصلاح ہوجاوے اور دین کی خدمت عمدہ سے عمدہ طریقہ سے کی جاسکے۔ بہرحال جو صورت بھی احقر کے حال کے مطابق ہو تجویز فرماویں۔

ارشاد: توکلاً علی اللہ وعظ کیا کرو۔

بے نمازی کی سزا

جناب حافظ اختر محمود قصوری صاحب
جامعہ اسلامیہ امدادیہ فیصل آباد

حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو شخص پانچوں نمازوں کا اہتمام کرتا ہے حق تعالیٰ شانہ پانچ طرح سے اس کا اکرام فرماتے ہیں:
(۱) اس شخص سے رزق کی تنگی ہٹادی جاتی ہے۔
(۲) اس شخص سے عذاب قبر ہٹادیا جاتا ہے۔
(۳) قیامت کے دن نامۂ اعمال دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا
(۴) پل صراط سے بجلی کی طرح گذر جائے گا۔
(۵) حساب و کتاب سے محفوظ رہے گا۔
جو شخص نماز میں سستی کرتا ہے اس کو پندرہ طریقے سے عذاب ہوگا، پانچ طرح دنیا میں، تین طرح موت کے وقت اور تین طرح قبر میں، تین طرح قبر سے نکلتے وقت۔

دنیا کے پانچ عذاب

(۱) اس کی زندگی میں برکت نہیں رہتی۔
(۲) صلحاء کا نور اس کے چہرے سے ہٹادیا جاتا ہے
(۳) اس کے نیک کاموں کا اجر ہٹادیا جاتا ہے۔
(۴) اس کی دعائیں قبول نہیں ہوتیں۔
(۵) نیک بندوں کی دعاؤں میں اس کا استحقاق نہیں رہتا

موت کے وقت کے تین عذاب

(۱) ذلت سے مرتا ہے۔
(۲) بھوک کی حالت میں مرتا ہے۔
(۳) پیاس کی شدت میں مرتا ہے۔

قبر کے تین عذاب

(۱) اس پر قبر اتنی تنگ ہوجاتی ہے کہ پسلیاں ایک دوسرے میں گھس جاتی ہیں۔
(۲) قبر میں آگ جلادی جاتی ہے۔
(۳) قبر میں ایک سانپ اس پر ایسی شکل کا مسلط ہوتا ہے جس کی آنکھیں آگ کی ہوتی ہیں اور ناخن لوہے کے۔ اس کی آواز بجلی کی کڑک کی طرح ہوتی ہے اور وہ اس شخص سے کہتا ہے کہ مجھے میرے رب نے تجھ پر مسلط کیا ہے کہ تجھے فجر کی نماز ضائع کرنے کی وجہ سے آفتاب کے نکلنے تک مارے جاؤں اور ظہر کی نماز ضائع کرنے کی وجہ سے عصر تک مارے جاؤں اور عصر کی نماز ضائع کرنے کی وجہ سے مغرب تک اور مغرب کی نماز ضائع کرنے کی وجہ سے عشاء تک اور عشاء کی نماز ضائع کرنے کی وجہ سے صبح تک مارے جاؤں۔
جب وہ سانپ اس کو ایک دفعہ ڈنگ مارتا ہے تو اس کی وجہ سے وہ مردہ ستر ہاتھ زمین میں دھنس جاتا ہے اسی طرح قیامت تک اس کو عذاب ہوتا رہے گا۔

قبر سے نکلنے کے بعد کے تین عذاب

(۱) بے نمازی کا حساب سختی سے لیا جائے گا۔
(۲) حق تعالیٰ شانہ کا اس پر غصہ ہوگا۔
(۳) جہنم میں داخل کردیا جائے گا۔
ایک روایت میں ہے کہ اس کے چہرے پر تین سطریں لکھی ہوئی ہیں۔
پہلی سطر میں لکھا ہوگا اللہ کے حق کو ضائع کرنے والا۔
دوسری سطر میں لکھا ہوگا اللہ کے غصے کے ساتھ مخصوص
تیسری سطر میں لکھ ہوگا جیسا کہ تونے دنیا میں اللہ تعالیٰ کے حق کو ضائع کیا آج تو بھی اللہ کی رحمت سے مایوس ہے
اللہ تعالیٰ ہمیں نماز باجماعت اہتمام کے ساتھ ادا کرنے کی توفیق عطاء فرمائیں۔ (آمین)
(فضائل اعمال ص ۳۴۲)

علماء کو امراء کے اختلاط سے بچنا چاہیے

ملفوظ حضرت تھانوی رحمہ اللہ

از جناب ملک عبدالرؤف صاحب لاہور

﴿ملفوظ ۲۸۲﴾ ایک سلسلہ گفتگو میں فرمایا کہ اہل علم کے لئے یہ بات بہت ہی ناپسند ہے کہ وہ امراء سے خلط کریں اس لئے کہ غربا کو جو مُصْلِح سے نفع ہوتا ہے امراء سے ملکر وہ بھی گیا (ختم) ہوجاتا ہے قلوب پر مصلح کا وہ اثر نہیں رہتا۔ مجھ کو حیدر آباد دکن میں ایک دوست نے مدعو (بلایا) کیا تھا تقریباً چودہ روز قیام رہا جس وقت یہاں سے حیدر آباد دکن کے لئے سفر کا ارادہ کیا تو ایک خاص ضرورت سے اس وقت دیوبند بھی جانا ہوا تو بعض احباب خاص اہل علم نے مشورہ دیا کہ نواب صاحب سے ملاقات ضروری ہے میں نے کسی کو کوئی جواب نہیں دیا دل میں جو بات تھی اس کو ظاہر نہیں کیا غرض وہاں پر پہنچ کر غالباً پانچ سات ہی روز گذرے تھے کہ فلاں نواز جنگ صاحب کا ایک پرچہ آیا جس میں لکھا تھا کہ ایک عرصہ سے مجھ کو زیارت کا اشتیاق (شوق) تھا مگر بدقسمتی سے تھانہ بھون کی حاضری نصیب نہ ہوئی خوش قسمتی ہم لوگوں کی کہ حضرت کا ورود اس شہر میں ہوگیا میں برائے زیارت حاضر ہونا چاہتا ہوں اور مجھ کو فلاں فلاں وقت اپنے فرائض منصبی سے فرصت ملتی ہے مطلب یہ ہے کہ انکی رعایت سے مجھ کو وقت ملاقات بتلایا جائے۔ میں ان صاحب سے واقف نہ تھا اس وقت مجلس میں بہت سے جنگ اور دولہ جمع تھے۔ میں نے ان سے سوال کیا کہ یہ کون صاحب ہیں ان میں سے ایک صاحب نے کہ وہ بھی ایک بہت بڑے عہدے پر ممتاز تھے بتلایا کہ یہ نواب صاحب کی ناک کے بال ہیں ارکان سلطنت میں سے ہیں میں نے اس پرچہ کے جواب میں لکھا کہ آپ کے پرچہ کے مضمون کو پڑھ کر بیحد مسرت ہوئی اس لئے کہ آپ کے دل میں دین اور اہل دین کی عظمت اور محبت ہے مگر نیچے کی سطر پڑھ کر افسوس کی بھی کوئی حد باقی نہ رہی اس لئے کہ اس میں فہم (سمجھ) سے کام نہیں لیا گیا جس سے ملنے کو زیارت کے الفاظ سے تعبیر کیا گیا اس کو تو اپنے اوقات فرصت بتلا کر پابند کیا گیا اور خود آزاد رہے۔ یہ کون سی تہذیب اور فہم کی بات ہے۔ جو شخص پرچہ لے کر آیا تھا واپس ہوگیا کوئی دس منٹ کے بعد جواب لے کر آیا اس میں لکھا تھا کہ فی الحقیقت غور کرنے سے معلوم ہوا کہ یہ بات میری بدفہمی کی ہے معافی کا خواستگار ہوں حضرت والا ہی اپنی ملاقات کے اوقات تحریر فرمادیں میں نے لکھا کہ اب بھی پورے فہم سے کام نہیں لیا گیا مردہ بدست زندہ کی طرح مہمان میزبان کے ہاتھ میں ہوتا ہے اس لئے سفر میں اوقات کا ضبط ہونا غیر اختیاری ہے آپ ساتھ ہیں جس وقت مجھ کو فارغ دیکھیں ملاقات کر لیں اس میرے جواب پر جواب آیا کہ بدفہمی پر بدفہمی ہوتی چلی جارہی ہے میں اب نہ تو اپنے اوقات ظاہر کرتا ہوں اور نہ حضرت سے معلوم کرتا ہوں جس وقت فرصت ہوئی حاضر خدمت ہوکر زیارت سے مشرف ہوجاؤں گا اگر آپ کو فرصت نہ ہوئی لوٹ آؤں گا۔ میں نے اس کا جواب لکھا کہ اب پورے فہم سے کام لیا گیا جس سے اس قدر مسرت ہوئی کہ پہلے تو آپ کا میری زیارت کو جی چاہ رہا تھا اب میرا آپ کی زیارت کو جی چاہنے لگا اگر آپ کو فرصت ہو آپ تشریف لے آئیں ورنہ مجھ کو اجازت فرمائیے میں خود حاضر ہوجاؤں یہ جواب لکھ کر میں نے اہل مجلس کی طرف متوجہ ہوکر کہا کہ یہ میرا طرز اس لئے تھا

کہ یہ دنیا کے لوگ جس قدر بڑے ہیں اہل دین کو بیوقوف سمجھتے ہیں ان کو یہ دکھلانا تھا کہ اہل علم اور اہل دین کی یہ شان ہے تو پہلے تذلل سے (ذلت) بچنا مقصود تھا مگر جب وہ اپنی کوتاہی تسلیم کر چکے تو اب کھچنا (نہ ملنا) تکبر تھا۔ اللہ کا شکر ہے کہ دونوں سے محفوظ رکھا کوئی پندرہ ہی منٹ غالباً گزرے تھے کہ خود وہی صاحب آ گئے۔ اہل مجلس میں سے بعض لوگوں نے دور سے دیکھ کر کہا فلاں نواب صاحب آ رہے ہیں میں اس وقت ڈاک لکھ رہا تھا برابر لکھتا رہا۔ جس وقت انہوں نے مجلس پر پہنچ کر کہا السلام علیکم تب میں نے السلام کا جواب دیا اور کھڑے ہو کر مصافحہ کیا بیچارے بہت ہی مہذب تھے دو زانو ہو کر سامنے بیٹھ گئے میں نے اپنی برابر جگہ دے کر کہا بھی اس طرف آ جائیے اس پر کہا کہ مجھ کو یہیں آرام ملے گا۔ کچھ دیر تک میرے سوال پر نواب کی بیدار مغزی اور انتظام سلطنت کے واقعات بیان کرتے رہے اس کے بعد کہا اگر نواب صاحب سے ملاقات ہو جائے تو بہت مناسب ہے میں نے سوال کیا کہ یہ آپ کی خواہش ہے یا نواب صاحب کی اس میرے سوال پر کچھ سکوت کے بعد کہا کہ میری ہی خواہش ہے۔ میں نے سوال کیا کہ جس وقت آپ نے ملاقات کے مناسب نامناسب ہونے پر غور فرمایا ہوگا اس پر بھی ضرور غور فرمایا ہوگا کہ ملاقات سے نفع کس کا ہے۔ کہا نواب صاحب کا ہے۔ میں نے کہا کہ نفع تو نواب صاحب کا اور ملاقات کی ترغیب مجھ کو دی جا رہی ہے ۔طالب کو مطلوب اور مطلوب کو طالب بنایا جا رہا ہے میں اگر ملاقات کو گیا تو میں طالب اور وہ مطلوب ہوں گے اس پر جواب نہیں دیا میں نے کہا کہ اب میں خود اس کے متعلق عرض کرتا ہوں اور وہ یہ کہ اس بات میں کہ میں ملاقات کو جاؤں مضرت ہی مضرت

(نقصان ہی نقصان) ہے نفع کچھ نہیں یہ تو میں پہلے ہی عرض کر چکا کہ میں اگر ملاقات کو گیا تو وہ مطلوب اور میں طالب ہوں گا۔ تو اس صورت میں تو مجھ سے کوئی نفع نہ ہوگا ہاں ان سے مجھ کو کچھ نفع ہو سکتا ہے اس لئے کہ جو چیز ان کے پاس ہے وہ مجھ کو ملے گی یعنی دنیا اور جو میرے پاس ہے وہ ان کو نہ ملے گا یعنی دین لیکن ان کے پاس جو چیز ہے وہ بقدر ضرورت الحمد للہ میرے پاس بھی ہے اور جو چیز میرے پاس ہے وہ بقدر ضرورت بھی ان کے پاس نہیں تو ان کو چاہئے کہ وہ مجھ سے ملاقات کریں مجھے ضرورت ان سے ملاقات کی نہیں اور اگر میں گیا بھی اور جو ان کے پاس ہے وہ مجھ کو مل بھی گئی تو اس صورت میں ایک خاص ضرر بھی ہے وہ یہ کہ اگر قبول کرتا ہوں تو اپنے مسلک کیخلاف اگر نہیں قبول کرتا آداب شاہی کے خلاف کیونکہ قبول نہ کرنے میں ان کی سبکی اور اہانت ہوگی اور جو اس وقت میں ان کے حدود میں ہوں وہ اس کی پاداش میں جو چاہیں میرے لئے تجویز کر سکتے ہیں تو نواب صاحب کا کوئی نفع نہ ہوگا اور میرا نقصان ہوگا ایک یہ کہ امراء کی ملاقات کے لئے عرفاً شرط ہے کہ وہ معزز لباس کیساتھ ملاقات کے لئے جاوے جیسے چوغہ، پٹکا وغیرہ سو ایسا لباس نہ میرے بزرگوں نے کبھی اختیار کیا اور نہ میں خود استعمال کرتا ہوں اور نہ اس کو پسند کرتا ہوں تو میں کیوں اپنی خاص جان کو مصیبت میں پھنساؤں ایک یہ کہ میں اگر ملاقات کو گیا تو مجھ کو ان کے قواعد کی پابندی کرنا ہوگی اور اگر وہ میرے پاس آئے تو ان کو میرے قواعد کی پابندی کرنا ہوگی سو ان کو تو یوں ضرورت نہیں کہ وہ سلطان ہیں اور مجھ کو یوں ضرورت نہیں کہ میں ملا ہوں وہ بھی آزاد میں بھی آزاد میں اپنی آزاد جان کو وہاں جا کر کیوں مصیبت میں پھنساؤں کسی نے خوب کہا ہے۔ ؎

تمھیں غیروں سے کب فرصت ہم اپنے غم سے کم خالی
چلو بس ہو چکا ملنا نہ تم خالی نہ ہم خالی
نیز یہ امر بھی شان سلاطین کے خلاف ہے کہ وہ اپنی رعایا کے مدعو کئے ہوئے شخص سے ملاقات کریں اس میں کم فہم لوگ ان کو تنگ دلی کی طرف منسوب کریں گے کہ فلاں شخص نے مدعو کیا تھا نواب صاحب نے بھی ملاقات کر لی اس میں ان کی اہانت ہے کہ کیا خود نہیں مدعو کر سکتے تھے تو اس کو جی گوارا نہیں کرتا خلاصہ یہ کہ خیر اسی میں ہے کہ نہ میں ان کے پاس ملاقات کو جاؤں اور نہ وہ میرے پاس اس نیت سے آئیں گے اگر ان کا جی چاہے تو تھانہ بھون سے مجھ کو بلالیں میں خاص شرائط طے کر کے آجاؤں گا کچھ عذر نہ ہوگا۔ یہ سن کر نواز جنگ صاحب کی آنکھیں کھل گئیں اور یہ کہا کہ ان چیزوں پر تو ہم لوگوں کی نظر بھی نہیں پہنچ سکتی۔ غرض کہ امراء سے علماء کا خلط کرنا اس میں امراء کا تو کوئی نفع نہیں اور اہل علم کو اور غربا کو دین کا نقصان ہوتا ہے اس لئے علماء کے لئے میں اس کو ناپسند کرتا ہوں۔

بقیہ سانحۂ عظیم

جو یقیناً اس کتاب کی اہمیت کیلئے ایک نعمت غیر مترقبہ اور شرف عظیم ہے۔ الغرض حضرت شاہ ابرار الحق صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ حضرت تھانوی قدس سرہ کے خلفاء میں آخری چراغ تھے جو کہ بجھ گیا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ حضرت شاہ صاحب کی قبر کو مزید منور فرمائے اور ہمیں حضرت کی قیمتی نصیحتوں پر عمل کرنے والا بنائے اور سنت کے احیاء کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے نافرمانوں اور دشمنوں سے مشابہت

شریعت مطہرہ نے ان کاموں سے بہت سختی سے منع فرمایا ہے جن کے کرنے سے غیر مسلموں کی مشابہت لازم آتی ہو چنانچہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا: مَنْ تَشَبَّہَ بِقَوْمٍ فَھُوَ مِنْھُمْ (ابوداؤد) ''جس شخص نے کسی قوم کی مشابہت اختیار کی وہ خود بھی گویا انہیں میں سے ہے''۔ دوسری جگہ ارشاد فرمایا۔ مَنْ کَثَّرَ سَوَادَ قَوْمٍ فَھُوَ مِنْھُمْ ''یعنی جس نے کسی قوم کی تعداد کو (خود ان جیسا بن کر) بڑھایا وہ بھی انہی میں سے ہے''۔ اب دیکھئے کہ ڈاڑھی مونڈھنے والا انبیاء، اولیاء اور صلحاء کے راستے کو چھوڑ کر اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں کے طریقے پر چلتا ہے وہ روز قیامت ان مقدس ہستیوں کے گروہ میں اپنی شمولیت کی کیسے توقع کرے گا اور اگر خوانخواستہ دشمنان اسلام کے ساتھ کھڑا کر دیا گیا تو کیسی حسرت اور افسوس ہوگا۔
حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے نقل کیا ہے کہ اللہ جل شانہ نے بنی اسرائیل کے انبیاء علیہم السلام میں سے ایک نبی کے پاس وحی بھیجی کہ اپنی قوم سے کہہ دو کہ وہ میرے دشمنوں کا کھانا (یعنی جو ان کے ساتھ مخصوص ہو مثلاً سور وغیرہ) نہ کھاویں اور میرے دشمنوں کا پانی (شراب) وغیرہ نہ پئیں اور میرے دشمنوں کی شکل نہ بنائیں۔ اگر وہ ایسا کریں گے تو وہ بھی میرے دشمن ہوں گے جیسا کہ وہ لوگ حقیقی دشمن ہیں۔ (ملفوظات ملا علی قاری ص ۔) ﴿سیف الرحمٰن چترالی﴾

وفات کے بعد کی رسمیں

(از بہشتی زیور)

ان رسموں کا بیان جو کسی کے مرنے میں برتی جاتی ہیں:

(۱) غسل اور کفن کے سامان میں بڑی دیر کردی جاتی ہے۔ کسی طرح دل نہیں چاہتا کہ مردہ گھر سے نکلے۔ حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑی تاکید فرمائی ہے کہ جنازے میں ہرگز دیر مت کرو۔ (بخاری مسلم)

(۲) جنازے میں قبر پر کچھ اناج یا پیسے وغیرہ خیرات کر دیتے ہیں۔ اس میں زیادہ نیت دکھلاوے کی ہوتی ہے۔ جس میں کچھ بھی ثواب نہیں ملتا۔ پھر یہ ہوتا ہے کہ غریب محتاج رہ جاتے ہیں جنکا پیشہ یہی ہے وہ لیجاتے ہیں ثواب کیلئے کچھ دینا ہو سب سے چھپا کر ایسے لوگوں کو دو جو محتاج، اپاہج، آبرودار غریب یا دیندار نیک بخت ہوں۔

(۳) اکثر عادت ہے کہ مرنے کے بعد مردے کے کپڑے، جوڑے یا قرآن شریف نکال کر اللہ کے واسطے دیتے ہیں۔ خوب سمجھ لو کہ جب کوئی مر جاتا ہے شرع سے جتنے آدمیوں کو اس کی میراث کا حصہ پہنچتا ہے وہ سب آدمی اس مردے کی ہر چھوٹی بڑی چیز کے مالک ہو جاتے ہیں۔ اور وہ سب چیزیں ان کی ملکیت ہو جاتی ہیں۔ پھر ایک دو شخص کو کب درست ہوگا کہ یہ چیزیں کسی کو دیدیں۔ اور اگر سب حصہ دار اجازت دے بھی دیں۔ لیکن کوئی ان میں نابالغ ہو۔ تب بھی ایسی چیز کا دینا درست نہیں اور اس کی اجازت کا اعتبار نہیں۔ اسی طرح اگر سب حصہ دار بالغ ہوں لیکن شرم میں اجازت دیدیں تب بھی ایسی چیز کا دینا درست نہیں اس لئے جہاں ایسا موقع ہو تو پہلے سب چیزوں کا کسی عالم سے ہر ایک کا حصہ پوچھے کہ شریعت کے مطابق آپس میں تقسیم کیا جا سکے پھر ہر شخص کو اپنے حصے کا اختیار ہے جو چاہے کرے اور جس کو چاہے دے۔ البتہ اگر سب وارث بالغ ہوں اور سب خوشی سے اجازت دیدیں تو بدون تقسیم بھی دینا درست ہوگا۔

(۴) بعض مقرر تاریخوں پر یا ان سے ذرا آگے پیچھے کچھ کھانا وغیرہ پکا کر برادری میں بانٹتے ہیں اور کچھ غریبوں کو کھلاتے ہیں۔ اس کو نواں، دسواں، چالیسواں کہتے ہیں۔ اس میں اول تو نیت ٹھیک نہیں ہوتی نام کیواسطے یہ سب سامان کیا جاتا ہے۔ جب یہ نیت ہوئی تو ثواب کیا ہوا الٹا گناہ اور وبال ہے۔

بعضے جگہ قرض لے کر یہ رسمیں پوری کی جاتی ہیں یہ سب جانتے ہیں کہ ایسے غیر ضروری کام کیلئے قرض دار بننا خود بُری بات ہے۔ اور اتنی پابندی کرنا کہ شریعت کے حکموں سے بھی زیادہ ہو جائے۔ یہ بھی گناہ ہے اور اکثر یہ رسمیں مُردے کے مال سے ادا ہوتی ہیں۔ جس میں یتیموں کا بھی مال ہوتا ہے۔ یتیموں کا مال ثواب کے کاموں میں بھی خرچ کرنا درست نہیں۔ تو گناہ کے کاموں میں اور زیادہ بُرا ہوگا۔ البتہ اپنے مال سے جو کچھ توفیق ہو غریبوں کو پوشیدہ کر کے دو۔ اور ایسی خیرات خدا تعالیٰ کے یہاں قبول ہوتی ہے۔ اپنی طرف سے نئے طریقے تراشنا بڑا گناہ ہے۔ ایسے گناہ کو شریعت میں بدعت کہتے ہیں اور حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بدعت گمراہی کی چیز ہے اور دوزخ میں لیجانے والی ہے (مسند احمد) بعض لوگ حافظوں کو کچھ دے کر قرآن مجید پڑھواتے ہیں کہ مُردے کو ثواب بخشا جائے چونکہ ایسے لوگ پیسے اور کھانے کے لالچ سے قرآن مجید پڑھتے ہیں ان کو خود ہی کچھ ثواب نہیں ملتا۔ جب ان کو کچھ نہیں ملا تو مردے کو کیا بخشیں گے۔ وہ سب پڑھا پڑھایا اور دیا دلایا بیکار اور اکارت جاتا ہے بعض آدمی لالچ سے نہیں پڑھتے لیکن لحاظ اور بدل اتارنے کو پڑھتے ہیں یہ بھی دنیا کی نیت ہوئی۔ اس کا ثواب بھی نہیں ملتا۔ ہاں جو شخص خدا کیواسطے بدون لالچ اور لحاظ کے پڑھ دے نہ جگہ ٹھہراوے نہ تاریخ ٹھہراوے اس کا ثواب بے شک پہنچتا ہے۔ (از جناب علی بہادر صاحب)

بدنظری کا عبرتناک انجام

محمد سرور سیوانی متعلم درجہ ثالثہ جامعہ ہذا

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ الآیۃ (النور:۳۰)

''آپ مسلمان مردوں سے کہہ دیجئے کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں''

وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ الآیۃ (النور:۳۱)

''اور مسلمان عورتوں سے بھی کہہ دیجئے کہ (وہ بھی) اپنی نگاہیں نیچی رکھیں''۔

نظر سے حفاظت ہوگی تو شرمگاہوں کی بھی حفاظت ہو گی۔ مرد وعورت کا میل جول، تعلقات آگے نہ بڑھیں گے زنا تک نہ پہنچیں گے۔

حدیث اَلْعَيْنَانِ تَزْنِيَانِ وَزِنَاهُمَا النَّظَرُ (بخاری ومسلم)

''آنکھیں بھی زنا کرتی ہیں اوران کا زنا کرنا نامحرموں کو دیکھنا ہے۔''

لَعَنَ اللّٰهُ النَّاظِرَ وَالْمَنْظُوْرَ اِلَيْهِ (بیہقی، مشکوٰۃ)

''اللہ تعالیٰ لعنت کرتے ہیں بدنظری کرنے والے مرد اور بدنظری کرنے والی عورت پر۔''

حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ فرماتے ہیں ایک شخص جب مرنے لگا تو لوگ اسے کلمے کی تلقین کرنے لگے تو وہ جواب میں کہنے لگا کہ میری زبان حرکت نہیں کرتی پوچھا گیا کہ کیا وجہ ہے، کہنے لگا ایک عورت مجھ سے تولیہ خریدنے آئی تھی مجھے اچھی لگی میں اسے للچائی نظروں سے دیکھتا رہا۔ یہ اس بدنظری کے گناہ کا اثر تھا کہ بوقت موت زبان بند ہوگئی۔

علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ مصر کی جامع مسجد کا مؤذن مینارے پر اذان دینے کے لئے چڑھا ہمسائے کی چھت پر نظر پڑی تو ایک خوبصورت نصرانی (عیسائی) لڑکی نظر آئی سوچا کہ نئے کرائے دار معلوم ہوتے ہیں۔ اذان کے بعد تعارف کروں گا۔ اذان دے کر ہمسائے کے دروازے پر پہنچا دستک دینے پر لڑکی کے والد سے ملاقات ہوئی دوران گفتگو پتہ چلا لڑکی کنواری ہے۔ مؤذن نے کہا میں اس سے شادی کرنا چاہتا ہوں، لڑکی کے والد نے کہا ہمارا مذہب قبول کرلو ہم شادی کر دیں گے۔ اس مؤذن کے دل پر شہوت کا ایسا بھوت سوار تھا کہ اس نے ہاں کردی۔ لڑکی کے والد نے کہا آپ اوپر چھت پر آئیں بیٹھ کر تفصیل سے بات کرتے ہیں۔ مؤذن سیڑھیاں چڑھنے لگا کہ درمیان سے پاؤں پھسلا تو یہ گردن کے بل گرا اور جان نکل گئی کیا خوب کسی نے کہا ہے۔۔

نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم
نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے رہے

﴿حیا اور پاکدامنی ص ۵۸﴾

بے همتی کی علامت

جو گناہ ہو چکا ہو اس سے فوری طور پر رک جانا چاہئے یہ نہیں کہنا چاہئے کہ جب اللہ تعالیٰ ہدایت دے گا رک جاؤں گا اس لئے کہ یہ ضعف ایمانی (کمزوریٔ ایمان)، بے ہمتی اور بے بصیرتی کی علامت ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اور آپ کو اس صورت حال سے بچائیں۔ آمین ثم آمین

﴿از: محدث جلیل شیخ حسن بن محمد المشاط﴾

گناہ سے نفرت کیجئے

گناہ گار سے نفرت نہ کیجئے

مولانا محمد نوید خان صاحب
مدرس جامعہ عبداللہ بن عمر لاہور

حدیث شریف میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص اپنے مسلمان بھائی کو ایسے گناہ پر عار دلائے اور اس گناہ کا طعنہ دے جس گناہ سے وہ توبہ کر چکا ہے تو یہ طعنہ دینے والا شخص اس وقت تک نہیں مرے گا جب تک وہ خود اس گناہ کے اندر مبتلا نہیں ہو جائے (ترمذی)۔ جس شخص کے بارے میں معلوم نہ ہو کہ اس نے گناہ سے توبہ کر لی ہے یا نہیں، تب بھی اس کو حقیر سمجھنے کا کوئی حق نہیں ہے، کیونکہ ممکن ہے اس نے توبہ کر لی ہو۔

ہمیں گناہ سے نفرت تو ہونی چاہیے لیکن گناہ گار سے نہیں۔ گناہ گار سے نفرت کرنا ہمیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں سکھایا۔ گناہ گار تو قابلِ رحم ہے جیسے جسمانی بیماری کے اندر کوئی مبتلا ہو تو بیماری سے تو نفرت ہوگی لیکن اس بیمار سے نفرت نہیں ہوا کرتی۔ اگر کوئی کافر بھی ہو تو اس کے کفر سے نفرت ہونی چاہیے اس کی ذات سے نہیں بلکہ اس کے حق میں ایمان کی دعا کرنی چاہیے کہ یا اللہ! اس کو ہدایت عطا فرما۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کفار سے تکالیف پہنچ رہی ہیں، تیر اندازی آپ پر ہو رہی ہے، پتھر برسائے جا رہے ہیں، کئی جگہ جسم خون سے لہولہان ہو رہا ہے لیکن زبان مبارک پر یہ الفاظ ہیں اَللّٰھُمَّ اھْدِ قَوْمِیْ فَاِنَّھُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ (بیہقی) اے اللہ! میری قوم کو ہدایت عطا فرما کہ ان کو حقیقت کا پتہ نہیں ہے۔ دیکھئے کفار کے کفر، شرک، گناہ اور زیادتی کے باوجود نفرت نہیں بلکہ شفقت کا اظہار ہو رہا ہے۔ گناہ گار کو دیکھ کر یہی کیفیت ہونی چاہیے کہ اس پر ترس کھائیں، اس کے لئے دعا کریں، اس کو اس طریقے سے تبلیغ کریں اور سمجھائیں کہ وہ گناہ سے بچ جائے، اس کو حقیر نہ جانیں کیا پتہ اللہ تعالیٰ اس کو توبہ کی توفیق دے دیں اور پھر وہ آپ سے بھی آگے نکل جائے۔

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے کہ "میں ہر مسلمان کو اپنے سے حالاً (فی الحال) اور ہر کافر کو احتمالاً افضل سمجھتا ہوں"۔ احتمالاً کا مطلب یہ کہ اگر چہ وہ ابھی کفر میں مبتلا ہے لیکن کیا پتہ وہ توبہ کر لے اور مسلمان ہو جائے اور پھر اللہ تعالیٰ اس کے اتنے درجات بلند کر دیں کہ وہ مجھ سے بھی آگے نکل جائے۔ حدیث شریف میں ہے کہ جب انسان کسی دوسرے کو بیماری کے اندر مبتلا دیکھے تو یہ دعا پڑھے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ عَافَانِیْ مِمَّا ابْتَلَاکَ بِہٖ وَفَضَّلَنِیْ عَلٰی کَثِیْرٍ مِّمَّنْ خَلَقَ تَفْضِیْلًا (ترمذی) کہ اے اللہ! آپ کا شکر ہے کہ آپ نے مجھے اس بیماری سے عافیت عطا فرمائی جس بیماری میں یہ شخص مبتلا ہے اور بہت سے لوگوں پر آپ نے مجھے فضیلت عطا فرمائی۔ کسی کو گناہ میں مبتلا دیکھے تب بھی یہ دعا بطور شکر کے پڑھ سکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے مجھے اس گناہ سے محفوظ رکھا کیونکہ جس طرح بیمار ترس کھانے کے قابل ہے کہ وہ اس مصیبت میں مبتلا ہے اس طرح آج جو گناہ میں مبتلا ہے وہ بھی ترس کھانے کے قابل ہے اور اس کے لئے بھی دعا کرنی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ اس کو اس مصیبت سے نکال دیں۔ ان کو ذلیل اور حقیر سمجھنے کا حق نہیں ہے کیونکہ ممکن ہے کہ ان کو توبہ کی توفیق ہو اور پھر وہ تم سے آگے نکل جائیں۔ اس لئے تم کو اترانے کا حق نہیں بلکہ شکر کرنا چاہیے۔ بہر حال گناہ سے نفرت ہو لیکن آدمی سے نفرت نہ ہو بلکہ اس کے ساتھ محبت اور شفقت کا معاملہ ہونا چاہیے اللہ تعالیٰ ہمیں عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ (تلخیص از اصلاحی خطبات)

حضرت مالک بن دینار کی ایمان افروز حکایت

مولانا عبدالرحمٰن صاحب

جعفر بن سلیمان کہتے ہیں کہ میں حضرت مالک بن دینار رحمہ اللہ کے ساتھ ایک دفعہ بصرہ میں چل رہا تھا ایک عالیشان محل پر گذر ہوا جس کی تعمیر جاری تھی اور ایک نوجوان بیٹھا ہوا معماروں (کاریگروں) کو ہدایت دے رہا تھا کہ یہاں یہ بنے گا وہاں اس طرح بنے گا۔

مالک بن دینار اس کو دیکھ کر مسکرائے اور فرمانے لگے یہ کیسا حسین ہے اور کس چیز میں پھنسا ہوا ہے؟ اور اس میں کیسی مشغولی رکھتا ہے؟ میری طبیعت پر یہ تقاضا ہے کہ میں اللہ جل شانہ سے اس نوجوان کیلئے دعا کروں کہ وہ اس کو اس جھگڑے سے چھڑا کر اپنا مخلص بندہ بنا لیں۔ کتنا ہی اچھا ہو کہ یہ جنت کے نوجوانوں میں سے ہو جائے۔ فرمانے لگے جعفر چل اس نوجوان کے پاس چلیں۔ جعفر کہتے ہیں کہ ہم دونوں اس نوجوان کے پاس گئے اس کو سلام کیا اس نے سلام کا جواب دیا (وہ مالک بن دینار سے واقف تھا) مگر ان کو پہچانا نہیں کچھ دیر میں پہچانا تو کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا کہ تشریف آوری کیسے ہوئی؟ مالک نے فرمایا تم نے اپنے اس مکان میں کس قدر روپیہ لگانے کا ارادہ کیا ہے اس نے کہا ایک لاکھ درہم۔ مالک نے فرمایا کہ اگر تم یہ ایک لاکھ درہم مجھے دیدو تو میں تمہارے لئے جنت میں ایک مکان کا ذمہ لیتا ہوں۔ جو اس سے کئی درجہ بہتر ہوگا اور اس کے خیمے سرخ یاقوت کے ہوں گے اور اس کی مٹی زعفران کی ہوگی اور اس کا گارا مشک سے بنا ہوگا اور اس کے خادم یہاں کے نوکروں سے بہت بہتر ہوں گے۔ وہ کبھی پرانا نہ ہوگا اور اس کو کاریگر نہیں بنائیں گے وہ اللہ تعالیٰ کے حکم کن (ہوجا) سے تیار ہو جائے گا۔ اس کی یہ عجیب و غریب شان ہوگی۔

اس نوجوان نے کہا کہ مجھے سوچنے کیلئے آج کی رات مہلت دیں۔ کل صبح آپ تشریف لاویں تو اس کے متعلق اپنی رائے عرض کروں گا۔ حضرت مالک واپس چلے گئے اور آخر شب میں اس کیلئے بہت عاجزی سے دعا کی۔ جب صبح ہوئی تو ہم دونوں اس کے مکان پر گئے۔ وہ نوجوان دروازے سے باہر ہی انتظار میں بیٹھا ہوا تھا اور جب حضرت مالک بن دینار کو دیکھا تو بہت خوش ہوا۔ اور وہ ساری رقم حضرت مالک بن دینار کے سپرد کر دی اور ساتھ ہی قلم اور دوات بھی لاکر رکھ دی۔ حضرت نے ایک پرچہ لکھا جس میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے بعد لکھا یہ اقرار نامہ ہے کہ مالک بن دینار نے فلاں شخص کے بارے میں یہ ذمہ لیا ہے کہ اس کے بدلے میں ان شاء اللہ ایسا محل ملے گا جس کی یہ صفتیں ہوں گی۔ یہ پرچہ اس نوجوان کے حوالے کر دیا۔ اس واقعہ کو کچھ ہی دن گذرے تھے کہ حضرت مالک جب صبح کو نماز فجر سے فارغ ہوئے تو مسجد کی محراب میں ایک پرچہ پڑا ہوا دیکھا۔ اور یہ وہی پرچہ تھا جو اس نوجوان کو حضرت نے دیا۔ اس کی پشت پر بغیر روشنائی کے لکھا ہوا تھا۔ اللہ جل شانہ کی طرف سے مالک کی ضمانت قبول کی جاتی ہے۔ اور جس مکان کا تم نے اس نوجوان سے وعدہ کیا تھا ہم نے اسے پورا کر دیا اور اس کا ستر گنا زیادہ اس کو عطا کر دیا۔ تو مالک بن دینار بہت حیران ہوئے تو معلوم کرنے پر پتہ چلا کہ اس نوجوان کا گذشتہ کل انتقال ہو گیا۔ اللہ والوں کو اس قسم کے بہت سے واقعات پیش آتے رہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کی زبان سے نکلی ہوئی بات پوری فرما دیتے ہیں اس کو کہتے ہیں۔

گفتہ او گفتہ اللہ بود۔ گرچہ از حلقوم عبد اللہ بود

غسل کرنے کا مسنون طریقہ

سنت۔۔۔ پہلے دونوں ہاتھ پہنچوں تک تین مرتبہ دھوئیے! پھر بدن پر کسی جگہ منی یا اور کوئی ناپاکی لگی ہوئی ہو تو اس کو تین مرتبہ پاک کریئے! پھر چھوٹا اور بڑا استنجا کیجئے (خواہ ضرورت نہ ہو) اس کے بعد مسنون طریقے پر وضو کیجئے۔ اگر نہانے کا پانی قدموں میں جمع ہو رہا ہے تو پیروں کو نہ دھوئیے! یہاں سے علیحدہ ہونے کے بعد دھوئیے، ورنہ اُس وقت بھی دھو ڈالنا جائز ہے، اب پانی اول سر پر ڈالئے، پھر دائیں کندھے پر پھر بائیں کندھے پر (اتنا پانی ڈالئے کہ سر سے پاؤں تک پہنچ جائے) بدن کو ہاتھ سے ملئے۔ یہ ایک دفعہ ہوا۔ پھر دوبارہ اسی طرح پانی ڈالئے، پہلے سر پر پھر دائیں کندھے پر، پھر بائیں کندھے پر (اور جہاں بدن سوکھا رہنے کا اندیشہ ہو وہاں ہاتھ سے مل کر پانی بہانے کی کوشش کیجئے) پھر اسی طرح تیسری بار پانی سر سے پیر تک بہائیے (ترمذی)

فائدہ: غسل کے بعد بدن کو کپڑے سے پونچھنا بھی ثابت ہے اور نہ پونچھنا بھی، لہذا دونوں میں سے جو بھی صورت آپ اختیار کریں۔ سنت ہونے کی نیت کرلیا کیجئے! (مشکوٰۃ)

سنت۔۔۔ اسی غسل سے نماز ادا کریں، نئے وضو کی ضرورت نہیں ہے (خواہ ننگے ہو کر ہی غسل کیا ہو) (ترمذی) ہاں غسل کرنے کے بعد وضو ٹوٹ جائے یا غسل کی حاجت نہیں ہے اور فجر کی نماز پڑھنی ہے تو نماز فجر کے لئے وضو کرنے کی تیاری کریں اور وضو کے متعلق جو سنتیں ذکر کی جارہی ہیں ان کا ہر دفعہ وضو کرتے وقت خیال رکھنا ہوگا۔

سنت۔۔۔ گھر سے وضو کر کے نماز کیلئے جانا۔ (بخاری)

سنت۔۔۔ وضو کو کامل طریقے سے کرنا (یعنی مسنون طریقے سے وضو کرنا یہی کامل طریقہ ہے)۔ (مسلم)

سنت۔۔۔ بالخصوص جس وقت نفس کو وضو کرنا سردی وغیرہ کی وجہ سے ناگوار ہو تو اچھے طریقے سے وضو کرنا۔ (ترمذی)

وضو میں اٹھارہ سنتیں ہیں

ان کو ادا کرنے سے کامل طریقے سے وضو ہو جائے گا، جس وقت بھی آپ وضو کریں، ان سنتوں کا خیال رکھیں۔

(۱) وضو کی نیت کرنا، مثلاً یہ کہ نماز کے مباح ہونے کیلئے وضو کرتا ہوں۔

(۲) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھ کر وضو کرنا، بعض روایات میں وضو کی بسم اللہ اس طرح آئی ہے

بِسْمِ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى دِيْنِ الْاِسْلَامِ

(۳) دونوں ہاتھوں کو پہنچوں تک تین بار دھونا۔

(۴) مسواک کرنا، اگر مسواک نہ ہو تو انگلی سے دانتوں کو ملنا

(۵) تین بار کلی کرنا۔ (۶) تین بار ناک میں پانی چڑھانا

(۷) تین بار ہی ناک چھنکنا۔ (۸) ہر عضو کو تین بار دھونا۔ (۹) چہرہ دھوتے وقت داڑھی کا خلال کرنا۔

(۱۰) ہاتھوں اور پیروں کو دھوتے وقت انگلیوں کا خلال کرنا

(۱۱) ایک بار تمام سر کا مسح کرنا۔ (۱۲) سر کے مسح کے ساتھ کانوں کا مسح کرنا۔ (۱۳) اعضاء وضو مل مل کر دھونا۔ (۱۴) پے درپے وضو کرنا۔ (۱۵) ترتیب وار وضو کرنا۔ (۱۶) دائیں طرف سے پہلے دھونا۔ (۱۷) وضو کے بعد کلمۂ شہادت کہنا (آسمان کی طرف انگلی اٹھا کر) اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔

(۱۸) جس وقت وضو کرنا دل کو ناگوار ہو اس وقت بھی خوب اچھی طرح وضو کرنا۔ (نور الایضاح، ترمذی)

فضول خرچی

خواتین کا علم و عمل

خواتین کا زبردست اصلاحی سلسلہ

ایک خاتون نے حضرت تھانوی رحمہ اللہ سے پوچھا حضرت اقدس مجھ میں خرچ زیادہ کرنے کا مرض ہے دل چاہتا ہے کہ یہ چیز لے لوں وہ لے لوں وہ چیزیں ضرورت کی ضرور ہوتی ہیں مگر بعض ایسی بھی ہوتی ہیں کہ ان کے بغیر گزارہ ہوسکتا ہے کئی دفعہ ارادہ کیا اب تھوڑا خرچ کروں گی مگر یہ تمنا ہی رہتی ہے کہ خرچ پھر زیادہ ہوجاتا ہے اسی وجہ سے ابھی تک حج کی تیاری نظر نہیں آتی حضرت اقدس اس زیادہ خرچ کرنے کا علاج ارشاد فرماویں۔

آپ نے فرمایا: سوچ اور ہمت یعنی یہ سوچیں کہ فضول چیزیں جمع کر کے کیا فائدہ۔ حج یا دین کے کام میں رقم لگانا بہتر ہے۔

دل کی تنگی کا علاج

ایک خاتون نے حضرت تھانوی رحمہ اللہ سے پوچھا کہ حضرت اقدس عرض ہے کہ میرے شوہر جو چیزیں وغیرہ ہدیۂ رشتہ داروں کو گھر سے بھجواتے ہیں تو اس سے مجھے دل کی تنگی ہوتی ہے اور کسی چیز کی نہیں اور دل کی تنگی اختیاری معلوم ہوتی ہے۔

آپ نے فرمایا: کہ کوشش ہی علاج ہے اور ساتھ ساتھ ثواب کا قصد کر لیا کہ نفع پہنچانے سے ثواب ملتا ہے۔

پیشہ ور بھکاریوں کو نرمی سے جواب دینے کا حکم

ایک خاتون نے حضرت تھانوی رحمہ اللہ سے پوچھا کہ حضرت اقدس اس قصبہ میں دروازوں پر سوالی بہت آتے ہیں کئی ڈھول بجاتے آتے ہیں اور بعض کمزور اور معذور بھی ہوتے ہیں۔ پھر بعض تھوڑی چیز لیتے نہیں اصرار کرتے ہیں زیادہ چاہتے ہیں میں بچوں کے ہاتھ خیرات بھیجتی ہوں لیکن بعض کو دیتے ہوئے طبیعت رکتی ہے اور انکار کرنے سے بھی رکتی ہے۔ حضرت ارشاد فرمائیں میں کس کو خیرات دوں اور کس کو خیرات نہ دوں؟ اور اگر عذر کرنا ہو تو کیا کروں ان کو انکار کی اطلاع کروں یا خاموش بیٹھی رہوں کہ مایوس ہو کر چلے جائیں؟

آپ نے فرمایا جو قرائن (دلائل) سے ہٹے کٹے ہوئے معلوم ہوں اور پیشہ کے طور پر سوال کرتے ہوں ان کو مت دو مگر جواب سخت بھی مت دو نرمی سے کہہ دو کہ میں چیزوں کی مالک نہیں میں نہیں دے سکتی۔

خاتون نے حضرت تھانوی رحمہ اللہ سے پوچھا کہ بہت سوں نے تو مانگنے کا پیشہ اختیار کر رکھا ہے اور بعض تیسرے چوتھے دن پھر آئے ہوتے ہیں اور گھر والوں کو مانگ مانگ کر تنگ کر دیتے ہیں۔

آپ نے فرمایا کہ اگر قرائن سے معلوم ہو کہ یہ معذور نہیں دینا نہ چاہئے بلکہ دینا ناجائز ہے۔ (در تربیت النساء)

سوتیلی بیٹی سے سختی کا تدارک

ایک خاتون نے حضرت مولانا اشرف علی تھانوی صاحب سے پوچھا کہ اے حضرت اقدس! میری ایک سوتیلی لڑکی ہے کوتاہیوں پر میں اسے مارتی ہوں ایک دو دفعہ اسے چوٹ لگ گئی۔ میں نے لکڑی سے مارا۔ پھر ندامت ہوئی۔ توبہ کر لی۔ اللہ تعالیٰ سے معافی مانگی۔ دل پر تقاضا تھا کہ لڑکی سے بھی معافی مانگوں لیکن یہ خیال آیا کہ اس سے وہ اور زیادہ بگڑے گی اچھا اثر نہ ہوگا۔

حضرت تھانوی رحمہ اللہ نے جواب میں فرمایا کہ اس سے ایسا برتاؤ کرو کہ وہ خوش ہو جائے۔ (مکتوبات ملفوظات اشرفیہ ص ۱۷۰)

نماز کی نیت جب نماز ادا کرنے کیلئے کھڑی ہو جائے تو نماز کی نیت کرے۔ نیت حقیقت میں دل کے ارادے کا نام ہے۔ چنانچہ جو نماز پڑھ رہی ہو دل میں اس کو ادا کرنے کا ارادہ کرے۔ مثلاً ظہر کی نماز پڑھتی ہو تو دل میں ارادہ کرے کہ آج ظہر کی نماز پڑھتی ہوں "اللہ اکبر"

ہاتھ اٹھانے کی کیفیت دونوں ہاتھ دوپٹے سے باہر نکالے بغیر کندھوں تک اس طرح اٹھائے کہ ہتھیلیوں کا رخ قبلہ کی طرف ہو اور انگلیاں ملی ہوئی ہوں، اور اوپر کی طرف سیدھی ہوں، پھر آہستہ آواز سے "اللہ اکبر" کہے۔

ہاتھ باندھنے کی صورت اللہ اکبر کہتے ہوئے دونوں ہاتھ اپنے سینہ پر بغیر حلقہ بنائے اس طرح رکھے کہ دائیں ہاتھ کی ہتھیلی بائیں ہاتھ کی پشت پر آ جائے۔

کندھے تک ہاتھ اٹھانا حدیث مبارک کی روشنی میں خواتین کندھوں تک ہاتھ اٹھائیں، حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ الہ وسلم نے فرمایا، اے وائل! جب تم نماز پڑھنے لگو تو دونوں ہاتھ کانوں کے برابر اٹھاؤ، اور عورتیں دونوں ہاتھ چھاتیوں تک اٹھائیں۔(معجم کبیر الطبرانی)

تکبیر تحریمہ میں عورت کا کندھوں تک ہاتھ اٹھانے کی حکمت تکبیر تحریمہ میں عورت کو کندھوں تک ہاتھ اٹھانے میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ عورت کا مرتبہ مرد سے کم ہے اور عورت کے ستر حال کے مناسب بھی اس حد تک ہاتھ اٹھانے ہیں کیونکہ زیادہ اٹھانے سے سینہ کھل جانے کا امکان ہے۔ دوسری بات یہ بھی ہے کہ عورت ہاتھ کپڑے کے اندر اٹھاتی ہے اگر وہ کانوں کی لو تک مرد کی طرح ہاتھ لے جائے تو وقت ہوگی منہ اور ناک کپڑے سے بند ہو جانے اور باقی بدن کھل جانے کا اندیشہ ہے۔

تکبیر تحریمہ میں دونوں ہاتھوں کو اٹھانے کا راز حضرت ابن عربی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی طرف دونوں ہاتھ اس امر کا اعتراف کرتے ہوئے اٹھائے کہ طاقت اور قوت تیرا حق ہے مجھے کوئی قدرت اور طاقت نہیں پس جب نماز پڑھنے والی "اللہ اکبر" کہے تو دونوں ہاتھ اوپر کو اٹھائے تاکہ معلوم ہو کہ خدا تعالیٰ کے سوا سب سے وہ دستبردار ہو کر اللہ کے حضور آ گئی۔

سینہ پر ہاتھ باندھنا اور سائنسی نقطہ نظر خواتین نیت کے بعد جب سینہ پر ہاتھ باندھتی ہیں تو دل کے اندر صحت بخش حرارت منتقل ہوتی ہے اور وہ غدود نشوونما پاتے ہیں جن کے اوپر بچوں کی غذا کا انحصار ہے نماز قائم کرنے والی ماؤں کے دودھ میں یہ تاثیر پیدا ہو جاتی ہے کہ بچوں کے اندر براہ راست انوار کا ذخیرہ ہوتا رہتا ہے۔ جس سے ان کے اندر ایسا پیٹرن (PATTERN) بن جاتا ہے جو بچوں کے شعور کو نورانی بناتا ہے ایسے بچوں میں رضا و تسلیم کی کیفیت پیدا ہو کر بچوں میں خوش رہنے کی عادت ڈلتی ہے۔ نمازی ماؤں کے بچوں کے اندر گہرائی میں تفکر کرنے اور لطیف تر معانی پہچاننے اور معاملات کو سمجھنے کی صلاحیتیں روشن تر ہو جاتی ہیں۔(روحانی نماز) ﴿از **مدیر**﴾

بچوں کا علم و عمل

ایک بلی کے ایثار قربانی کا حیرت انگیز واقعہ

ابن عبدالغنی

مولانا جامی رحمہ اللہ اپنی کتاب "نفحات الانس من حضرات القدس" میں لکھتے ہیں کہ حضرت ابوالعباس نہاوندی رحمہ اللہ کے پاس ایک بلی تھی۔ جب مہمان آپ کی خانقاہ آتے تو وہ بلی مہمانوں کی تعداد کے حساب سے میاؤں، میاؤں کرتی (آواز نکلتی) باورچی خانہ کا خادم شوربے کی دیگچی میں ہر مہمان کیلئے ایک ایک پیالہ فی مہمان کے حساب سے پانی ڈال دیتا تھا۔ ایک دن مہمانوں کی تعداد بلی کی آواز سے بڑھ گئی، لوگوں کو تعجب ہوا کہ آج حساب میں یہ غلطی کیسے ہوگئی۔ اتنے میں وہ بلی مہمانوں کے پاس آئی اور ایک ایک کو سونگھنے لگی۔ اور مہمانوں میں ایک مہمان پر پیشاب کر دیا، جب اس شخص کے بارے میں تحقیق کی گئی تو وہ دین سے ناواقف نکلا (اس وجہ سے بلی نے اس کو خانقاہ کے مہمانوں میں شمار نہیں کیا)

اسی بلی کے متعلق یہ واقعہ بھی ہے کہ ایک خادم نے دیگ میں مہمانوں کے واسطے کھیر پکانے کیلئے دودھ ڈالا۔ ایک کالا سانپ اس دیگ میں گر پڑا۔ بلی نے سانپ کو دیگ میں گرتے ہوئے دیکھ لیا۔ وہ خادم کو خبردار کرنے کے لئے دیگ کے اردگرد چکر لگانے لگی اور اپنی بے چینی ظاہر کرنے لگی۔ لیکن خادم کسی طرح بھی یہ بات نہ سمجھ سکا (اور اسی طرح کھیر پکاتا رہا) وہ بلی کو بار بار بھگاتا رہا۔ جب خادم کسی طرح اس کے اشاروں کو نہ سمجھ سکا تو بلی نے اس دیگ میں خود کو گرا دیا (اب مہمان یہ کھیر تو نہیں کھائیں گے اور گرا دیں گے) دیگ میں گر کر بلی مرگئی۔ جب بلی کے گر کر مرجانے کے سبب سے کھیر کو پھینکا گیا تو سیاہ سانپ (بلی کے علاوہ) اس دیگ سے نکلا، اس وقت شیخ نے فرمایا کہ اس بلی نے خود کو درویشوں پر قربان کر دیا۔ (جواہر پارے ص ۱۲۶)

محسنین (نیک لوگ) کون ہیں

إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ ـ (ب۱۳) اس آیت مبارکہ میں دوسرا حکم احسان آیا ہے اس میں عبادت کا احسان حدیث کی تشریح کے مطابق بھی داخل ہے اور تمام اعمال اخلاق عادات کا احسان یعنی ان کو مطلوبہ صورت کے مطابق بالکل صحیح درست کرنا بھی داخل ہے اور تمام مخلوقات کے ساتھ اچھا سلوک کرنا بھی داخل ہے خواہ مسلمان ہو یا کافر انسان ہو یا حیوان۔ امام قرطبی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ جس شخص کے گھر میں اس کی بلی کو اس کی خوراک اور ضروریات نہ ملیں اور جس کے پنجرے میں بند پرندوں کی پوری خبر گیری نہ ہوتی ہو وہ کتنی ہی عبادت کرے محسنین میں شمار نہ ہوگا۔

بکری کی بیمار پرسی حضرت اعمش سلیمان بن مہران مشہور محدث ہیں۔ فرماتے ہیں کہ میرے پاس ایک بکری تھی۔ وہ بیمار ہوگئی۔ حضرت خیثمہ بن عبدالرحمٰن رحمہ اللہ روزانہ صبح کو اور شام کو دو وقت اس بکری کی عیادت کرنے میرے پاس تشریف لاتے بکری کا حال پوچھتے اور یہ بھی دریافت کرتے کہ بچوں کو دودھ تو ملتا نہیں ہوگا۔ وہ ضد تو نہیں کرتے۔ بکری نے کچھ کھایا یا نہیں وغیرہ وغیرہ۔ اور ہمیشہ ٹاٹ پر بیٹھا کرتے تھے۔ اس کے نیچے کچھ ڈال جاتے کہ بچوں کیلئے اٹھا لینا۔ بکری کی بیماری کے زمانہ میں تین سو دینار (اشرفیوں) سے زیادہ مجھے ان کے احسان سے ملا۔ مجھے خواہش ہونے لگی کہ یہ بکری بیمار ہی رہے تو اچھا ہے۔

جامعہ کے شب و روز

شعبہ حفظ میں بحمداللہ نئے قاری صاحب کا تقرر ہوگیا ہے۔

ماہنامہ ''علم وعمل'' کے شعبہ ''خواتین'' میں اگر کوئی خاتون مشورہ دینا چاہیں تو فون نمبر 042-5272280 پر رابطہ کرسکتی ہیں۔ آپ اگر مشورہ خاتون ہی کو دینا چاہیں تو اہلیہ مدیر کو دے سکتی ہیں۔ اسی طرح اگر کوئی بھی صاحب اپنے اس رسالہ ''علم وعمل'' کے بارے میں مشورہ دینا چاہیں یا اگر آپ کو دینی مسائل کا حل یا مشورہ درکار ہو تو مدیر ماہنامہ ''علم وعمل'' (مولانا) محمد عتیق الرحمن صاحب سے مندرجہ ذیل نمبروں پر رابطہ کرسکتے ہیں۔

042-5272270,042-5272280,0300-4138738

دینی مشورہ یا دینی مسائل پوچھنے کے اوقات

دوپہر **3:00** بجے سے **5:00** بجے تک

اور بعد نماز مغرب تا نماز عشاء۔ مجبوری کی صورت کسی وقت بھی فون کرکے پوچھ سکتے ہیں۔

ماہنامہ ''علم وعمل'' جو آپ انٹرنیٹ کی ویب سائٹ hadaaya.com پر ملاحظہ فرمارہے ہیں۔ اب آپ جلد ہی ان شاء اللہ تعالیٰ جامعہ کی اپنی ویب سائٹ پر دیکھ سکیں گے۔ جامعہ کی ویب سائٹ تیاری کے مراحل میں ہے۔

خوشخبری

ان شاء اللہ تعالیٰ چھ سو پینسٹھ فٹ بور کے ٹیوب ویل پر تقریباً دس ہزار گیلن کی ٹینکی کی تعمیر جلد شروع ہورہی ہے۔ جس کی تکمیل کیلئے دس لاکھ سے زائد رقم درکار تھی۔ بحمدہ تعالیٰ کافی انتظام ہوچکا ہے

اب ٹینکی کی مد میں تقریباً تین لاکھ کی ضرورت ہے۔

قارئین کرام سے دعا کی درخواست ہے کہ خیریت سے عمدہ معیار کی

دیرپا تعمیر جلد مکمل ہوجائے۔ آمین ثم آمین